Quarterly Research Journal of Arabic
ALOROOBA
العروبة
ISSN (Print): 2710-5172
ISSN (Online): 2710-5180

Volume: 4 **Issue**: 2 (April – June 2023)
Alorooba Research Journal
ISSN (Print): 2710-5172 **ISSN (Online):** 2710-5180
HJRS: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1021427#journal_result
Issue URL: https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/issue/view/11
Article URL: https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/article/view/88

Title:

شروحاتِ کتبِ ستہ کی روشنی میں تکفیرِ سیئات کا شرعی تصور۔ تحقیقی و تطبیقی جائزہ

Shari'a concept of Excommunication of sins in the light of interpretations of books of Sita- Research and applied review

Indexation: ISSN, DRJI, Euro Pub, Academia, Google Scholar, Asian Research Index, Index Copernicus International, index of urdu journals.

Authors:

Muhammad Tahir
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan
E-mail: tahirchandr355@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0009-0008-5922-1293

Talib hussain
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies,
Minhaj University, Lahore Pakistan
E-mail: talibsiwagi@gmail.com
ORCID: https://orcid.org/0009-0003-8186-5339

Muhammad Farooq Iqbal
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan
E-mail:frqiqb@gamil.com
ORCID: https://orcid.org/0009-0004-9126-3996

Citation: Muhammad Tahir, Talib hussain, & Muhammad Farooq Iqbal. (2023). Shari'a concept of Excommunication of sins in the light of interpretations of six books of Hadith - Research and applied review: شروحاتِ کتبِ ستہ کی روشنی میں تکفیرِ سیئات کا شرعی تصور۔ تحقیقی و تطبیقی جائزہ. Alorooba Research Journal, 4(1), 261–296. Retrieved from https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/article/view/88

Published: 2023-06-30
Publisher: Alorooba Academic Services SMC-Private Limited Islamabad- Pakistan

شروحاتِ کتبِ ستہ کی روشنی میں تکفیرِ سیئات کا شرعی تصور- تحقیقی و تطبیقی جائزہ

Shari'a concept of Excommunication of sins in the light of interpretations of books of Sita- Research and applied review

Muhammad Tahir

Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan
E-mail: tahirchandr355@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0009-0008-5922-1293

Talib hussain

M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies,
Minhaj University, Lahore Pakistan
E-mail: talibsiwagi@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0009-0003-8186-5339

Muhammad Farooq Iqbal

Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan
E-mail: frqiqb@gamil.com ORCID: https://orcid.org/0009-0004-9126-3996

Abstract

In so many Hadiths, there are mentions of many such good deeds which become expiation for sins. By adopting these good deeds, not only does a person become free from sins, but sometimes sins are also converted into good deeds. Allah did not make man merely bound like the angels, deprived of the wealth of intellect like the living creatures, and deprived of the power of consciousness and decision-making like the animals, but also gave him consciousness, the power of decision-making and the ability to distinguish between good and evil. That is, man was also given the additional power to distinguish between good and bad, right and wrong and right and wrong. In this article, the difference between human beings and other creatures in matters of goodness and evil has been presented through the interpretations of hadiths.

***Keywords**: Human being, Good and Evil, interpretations of hadiths, Excommunication of sins.*

تعارف موضوع:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بناکر عظیم مقام پر فائز کیا۔اس کی تخلیق کو احسنِ تقویم کا اعزاز دیا اور اسے اپنی نیابت کی خلعت سے نوازا۔اللہ تعالیٰ نے انسان کو فرشتوں کی طرح محض پابند،جمادات کی طرح عقل کی دولت سے محروم اور حیوانات کی طرح شعور اور فیصلہ سازی کی قوت سے محروم نہیں رکھابلکہ اسے شعور،فیصلہ سازی کی قوت اور اچھائی اور برائی کی تمیز کا ملکہ بھی عطافرمایا۔یعنی انسان کو نیک وبد،حق و باطل اور صحیح وغلط میں فرق کرنے کی اضافی قوت بھی دی گئی۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ۝٨﴾.[١]

ترجمہ: "پھر اس کو بدکاری سے بچنے اور پرہیزگار بننے کی سمجھ دی"۔

گویا انسان میں برائی اور بھلائی کی پہچان کا مادہ موجود ہے۔یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نوعِ انسانی کے بعض افراد اپنے مقامِ رفیع کے تقاضوں کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں نفس کے سفلی جذبات کی تسکین کے درپے رہتے ہیں۔قرآن نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہم ہر اچھائی کو اللہ تعالیٰ سے منسوب کریں اور ہر برائی کا ذمہ دار خود کو ٹھہرائیں۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

" مَّآ أَصَابَكَ مِنۡ حَسَنَةٍ فَمِنَ ٱللَّهِۖ وَمَآ أَصَابَكَ مِن سَيِّئَةٍ فَمِن نَّفۡسِكَۚ وَأَرۡسَلۡنَٰكَ لِلنَّاسِ رَسُولٗاۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ شَهِيدٗا". (٢)

ترجمہ: "تجھے جو بھی بھلائی پہنچے وہ رب کی طرف سے ہے اور تو جس نقصان کو اٹھائے وہ تیری ذات کی وجہ سے ہے"۔

لہٰذا نیکی کی توفیق اللہ تعالیٰ کا انسان پر فضلِ محض ہے اور برائی کی طرف رغبت نفس اور شیطان کا فریب ہے۔جس طرح خشک سالی سے کرہ ارض پر ہر طرف ویرانی آجاتی ہے تو بارانِ رحمت زندگی کی نوید بن کر آتی ہے جس سے مردہ زمین دوبارہ زندہ ہو جاتی ہے یا جس طرح سیاہ رات سورج کی کرنوں سے دن کے اجالے میں بدل جاتی ہے۔اسی طرح انسان کی روح اور دل تاریکی میں ڈوب جانے کے بعد اگر توفیقِ ربانی ساتھ دے اور انسان اصلاح کی خواہش کرے تو اس کے پاس اپنی حالت تبدیل کرنے کا موقع دستیاب رہتا ہے۔گناہ کی اندھیر نگری میں گم انسان اگر نیکی کے نورانی جہان کی طرف آنا چاہے تو رحمتِ خداوندی کا دروازہ زندگی کی آخری سانس تک کھلا رہتا ہے۔

احادیثِ مبارکہ میں کئی ایسے نیک اعمال کا ذکر موجود ہے جو گناہوں کا کفّارہ بنتے ہیں۔ان نیک اعمال کو اختیار کرنے سے نہ صرف انسان گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے بلکہ بعض اوقات گناہ نیکی میں بھی بدل جاتے ہیں۔درج ذیل آیت میں اللہ تعالیٰ کے اسی لطف و کرم کی طرف اشارہ ہے:

" وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ طَرَفَيِ ٱلنَّهَارِ وَزُلَفٗا مِّنَ ٱلَّيۡلِۚ إِنَّ ٱلۡحَسَنَٰتِ يُذۡهِبۡنَ ٱلسَّيِّـَٔاتِۚ"(٣)

ترجمہ: "دن کے اطراف (صبح و شام) اور رات میں سے کچھ ساعتوں میں (رب کی طرف رجوع کرو)، بے شک نیکیاں گناہوں کی تکفیر کا سبب ہیں"۔

احادیثِ مبارکہ میں بھی انسان کے لیے ہدایت کا سامان ہے۔اصلاحِ احوال کے لئے اس سے استفادہ ہر مسلمان کی بنیادی ضرورت ہے۔ان میں گناہوں کے نیکیوں کے ذریعے ختم ہونے کی نشاندہی کرنے والی آیات میں "تکفیرِ سیّأت" کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔اس اصطلاح پر مشتمل احادیث انسان کو نیک اعمال کی ذریعے سیّأت سے نجات حاصل کرنے کی صورتیں بتاتی ہیں۔

تکفیر کا لغوی مفہوم:

"**تکفیر" بابِ تفعیل کا مصدر ہے۔ماضی ثلاثی مجرد سے اس کا فعل ماضی "کَفَرَ" اور باب تفعیل سے اس کا فعلِ ماضی "کَفَّرَ" ہے۔ابنِ منظور (المتوفی 711ھ) نے لکھا ہے۔**

"وَکَفَرَ نعمَةَ الله، یکفُرها کفُورًا وکفرانًاوکَفَرَ بِها: جَحَدَها وسَتَرَها"[٤]

"کفر نعمة الله "**کا مضارع** "یکفُرها"، **مصدر** "کفورًا" **اور** "کفرانًا" **ہے اور** "کفر بها" **فعل بھی آتا ہے۔اس کا معنی ہے اللہ کی نعمت کا انکار کرنا اور اسے چھپانا" اسی طرح "کفر "کا فعل اس کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جس میں ڈھانپنے اور چھپانے کا مفہوم پایا جائے۔ابنِ منظور نے ہی لکھا ہے:**

"وکلُ شئ غطّی شیأً،فقدکفره،وفی الحدیث: أنّ الأوس والخزرج ذکرواماکان منهم فی الجاهلیة فثار بعضهم إلیٰ بعض بالسیوف[٥] فأنزل الله تعالیٰ"وَكَيۡفَ تَكۡفُرُونَ وَأَنتُمۡ تُتۡلَىٰ عَلَيۡكُمۡ ءَايَٰتُ ٱللَّهِ وَفِيكُمۡ رَسُولُهُۥ"[٦] ولم یکن ذٰلك علی الکفر بالله ولٰکن علیٰ تغطیتهم ما کانوا علیه من الألفة والمودّة"[٧]

"**اور ہر وہ شے جس نے کسی شے کو ڈھانپ لیا اس کے لئے "کفره" کا فعل استعمال ہوتا ہے اور جو حدیث میں مذکور ہے کہ جب اوس و خزرج نے زمانہ جہالت کی دشمنی کا ذکر کیا تو (ماضی کو یاد کرکے) ایک دوسرے پر تلواریں اٹھالیں۔تب یہ آیت نازل ہوئی (اور تم کیوں کر کفر کروگے جب کہ تم کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں سنائی جاتی ہیں اور تم میں اس کے پیغمبر موجود ہیں) یہاں کفر سے کفر باللہ مراد نہیں بلکہ ان کے درمیان (موجود) الفت و محبت کا پس پردہ چلے جانا ہے"**

علامہ فیروز آبادی (المتوفی 817ھ) نے بھی "کَفر" کے بارے لکھا ہے:

"وکَفَرَعلیه یکفرغطّاه،وکفرالشئ: ستره"[٨]

"**اور** "کفرعلیه یکفر" **کا معنی** "غطّاه" **ہے یعنی اسے ڈھانپ لیا اور** "کَفَرَالشئ" **سے مراد یہ ہے کہ اسے چھپالیا۔"**

ان سب چیزوں کو اس نام سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی وجہ سے دیگر چیزیں چھپ جاتی ہیں۔کَفَر اور کَفَّر کے باہمی تعلق اور مماثلت کو القاموس المحیط میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

"وکفرعلیه یکفِر:غطّاه،و-الشّئ: ستره، کَکَفَّرَه"[٩]

"**اور** "کفریکفِر" **میں ڈھانپنے اور** "کفرالشئ" **میں چھپانے کا مفہوم اسی طرح ہے جس طرح "کفّره" میں ہے۔"**

گویا "کفریکفِرکَفرًا" **اور** "کفّریکفِّرتکفیرًا" **کے ابواب اور ان کے مشتقات لغت میں ایک ہی معنی کے حامل ہیں۔دونوں**

چھپانے اور ڈھانپنے کا مفہوم ادا کرتے ہیں۔اور لغت کے اعتبار سے تکفیر کا لفظ چھپانے اور پوشیدہ کرنے یا ڈھانپنے کے معنی کا حامل ہے۔

تکفیر کا اصطلاحی مفہوم:

"تکفیر" باب تفعیل کا مصدر ہے۔اس کا فعل کفّریکفِّر اور مبالغہ کا صیغہ "کفَّارۃ" آتا ہے لسان العرب میں ہے۔

"وَالتَکفِیرُ:أن یَتَکَفَّرَالمحارِبُ فِی سلاحِہ"(١٠)

"تکفیر کا معنی یہ ہے کہ جنگجو اپنے ہتھیار میں چھپ جائے"

کفّارۃ جس کی جمع کفّارات ہے اسکی وجہ تسمیہ یہ بیان ہوئی ہے۔

"وَسُمِّیَتِ الکَفَاراتُ کَفَارَاتٍ لِأنَّھا تُکَفِّرُالذُنُوبِ أی تَسترھَا"(١١)

"کفارات کو یہ نام اس لئے دیا گیا کیونکہ ان میں گناہوں کی تکفیر (انہیں چھپانے) کا مفہوم پایا جاتا ہے"

اصطلاحی تعریف یہ ہے:

"وَھِيَ عِبارَۃعَنِ الفَعلة أُوالخصلة التِی مِن شَأنِھا اَن تکفّرالخطیئۃای تَمُحوھا وَتسترھَا"(١٢)

"کفّارہ وہ فعل یا خصلت ہے جو خطا کی تکفیر کرے یعنی مٹادے اور چھپادے"

المفردات فی غریب القران میں تکفیر کی وضاحت یوں آئی ہے۔

"والتکفیرسترہ وتغطیته حتی یصیربمنزلةمالم یُعمل"(١٣)

"تکفیر سے مراد اتنا چھپانا اور ڈھانپنا ہے کہ اس کی طرح ہو جائے جس کو کیا ہی نہیں گیا"

گویا "تکفیر" بطور مصدر اور اس سے مشتقہ تمام افعال اور اسماء ڈہانپنے، چھپانے اور ازالہ کرنے کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔کفّارہ کا لفظ تکفیر کے اصطلاحی مفہوم کی وضاحت میں بہت معاون ہے۔شریعت میں بعض گناہوں کے ارتکاب کی صورت میں کفّارہ لازم کیا گیا ہے۔کفّارہ کی ادائیگی سے گناہ اس طرح ختم ہو جاتا ہے جیسے اس کا ارتکاب ہی نہیں کیا گیا۔واضح ہوا کہ لغت کی طرح اصطلاح میں بھی تکفیر کا لفظ کسی شے کو چھپانے ڈہانپنے یا کسی غلطی کا ازالہ کرنے کے معنی دیتا ہے۔

سیّأت کا لغوی مفہوم:

"سیّأت" جمع ہے اس کا واحد "سیّئۃ" ہے۔اس کا باب سَآءَیسُوءُ آتا ہے اور اس میں قباحت، کراہت اور ناپسندیدگی کا معنی پایا جاتا ہے۔لسان العرب میں ہے:

"سَاءَالشئُ یسُوءُسَوءًافھو سَیِّئ،إذاقَبُحَ"(١٤)

"سَاءَیسُوءُسَوءافھوسَیِئ سے قَبُحَ (ناپسندیدگی) کا معنی لیا جاتا ہے"

السیّئہ اور السیّئ میں فرق یہ ہے کہ السیّئہ مؤنث اور السیّئ مذکر کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ لسان العرب میں ہے:

"والانثی سَوآءُ: قبیحة-وفی الحدیث عن النبیﷺ سَوآءُوَلُودخیرمن حسنآءعقِیم"(۱۵)

"الانثی سوآء سے مراد بدصورت عورت ہے۔ حدیث میں نبی ﷺ کا قول ہے: بدصورت مگر صاحبِ اولاد عورت اس سے اچھی ہے جو خوبصورت مگر بانجھ ہو"

یہاں سیّئۃ کے ہم معنی لفظ سوآء سے بدصورتی اور قباحت مراد لی گئی ہے۔

سیّات کا اصطلاحی مفہوم:

سیّات کے اصطلاحی مفہوم سے مراد قرآن و حدیث اور کلام عرب میں اس کا استعمال ہے۔ سیّات کا اصطلاحی معنی جاننے کے لئے اس کے متضاد مفہوم کے لفظ سے مدد ملتی ہے۔

المصباح المنیر میں بھی سیّئہ کا مفہوم یہ بیان ہوا ہے:

"(السیّئة) خلاف الحسنة"(۱۶)

"السیّة کا لفظ الحسنة کا متضاد ہے"

محمد بن حامد (المتوفی 1959ء) نے السیّئہ کی بہترین اصطلاحی تعریف یوں بیان کی۔

"السیّئة مشتقة من السُوء، وهو ما یسُوء فاعله فی دنیاه وآخرته أوفیهما"(۱۷)

" السیّة ،السُوء سے مشتق ہے۔اس سے مراد ہر وہ شے/فعل ہے جو اپنے فاعل کے لیے دنیا یا آخرت یا دونوں میں تکلیف کا باعث ہو۔"

گویا اصطلاح میں سیّات کا لفظ ہر لحاظ سے حسنات کے لفظ کا متضاد ہے۔ان دونوں سے مشتقہ افعال اور اسماء بھی ایک دوسرے کے مخالف معنی کے حامل ہوتے ہیں۔ سیّات سے مراد ہر وہ قول، فعل یا شے اور عادات و عقائد وغیرہ ہیں جو حسنات کے دائرہ میں نہیں آتے، اگر کوئی شے سیّئہ ہو گی تو وہ حسنہ نہیں ہو سکتی۔اور اگر حسنہ ہے تو سیّئہ نہیں ہو سکتی۔ قرآن کریم میں بھی السیّئہ اور الحسنہ کے الفاظ باہم متضاد معانی میں استعمال ہوا ہے۔ مثال کے طور پر دو آیات ذیل کی سطور میں پیش کی جاتی ہیں۔

" مَّآ أَصَابَكَ مِنۡ حَسَنَةٍ فَمِنَ ٱللَّهِۖ وَمَآ أَصَابَكَ مِن سَيِّئَةٍ فَمِن نَّفۡسِكَۚ"(۱۸)

"اے آدم زاد تجھ کہ جو فائدہ پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو نقصان پہنچے وہ تیری ہی شامت اعمال کی وجہ سے ہے"

" وَيَسۡتَعۡجِلُونَكَ بِٱلسَّيِّئَةِ قَبۡلَ ٱلۡحَسَنَةِ"(۱۹)

"اور یہ لوگ تم سے برائی سے پہلے بھلائی جلدی مانگتے ہیں"

ان دونوں آیات میں الحسنۃ اور السیئۃ باہم متضاد مفہوم ادا کر رہے ہیں۔اسی طرح ان دونوں الفاظ کے مشتقات بھی قرآن کریم میں متضاد مفہوم ادا کرتے ہیں جیسے :

"لِيُكَفِّرَ ٱللَّهُ عَنۡهُمۡ أَسۡوَأَ ٱلَّذِي عَمِلُواْ وَيَجۡزِيَهُمۡ أَجۡرَهُم بِأَحۡسَنِ ٱلَّذِي كَانُواْ يَعۡمَلُونَ"((٢٠))

"تاکہ اللہ ان سے برائیوں کو جو انہوں نے کیں دور کر دے اور نیک کاموں کا جو وہ کرتے رہے ان کو بدلہ دے"

یہاں سیئۃ اور حسنۃ سے مبالغہ کے صیغے اسوأ اور احسن بھی مخالف مفہوم رکھتے ہیں۔"سیأت" کے مفہوم کے تعین کے لئے لغت میں "حسنات" کے لفظ کا سہارا لیا گیا ہے۔سیأت کے دائرہ کار میں وہ تمام عقائد،افعال واعمال،عادات و اطوار آتے ہیں جو اپنے فاعل کے لئے دنیا یا آخرت یا دونوں میں کسی بھی قسم کی تکلیف،سزا یا شرمندگی اور مواخذہ کا باعث بنتے ہیں۔

تکفیرِ سیأت کا قرآنی تصور سمجھنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ قرآن کریم میں لفظ "سیأت" کن معانی میں استعمال ہوا ہے ؟۔"سیأت" کے عمومی لغوی معنی اور اصطلاحی مفہوم کو جاننے کے بعد ہم یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کیا قرآن کریم میں اس سے مراد صغیرہ گناہ ہیں یا کبیرہ یا دونوں ؟

"السیئۃ" بطور گناہ صغیرہ:

قرآن کریم میں سیأت کے لفظ سے صغیرہ گناہ مراد لئے گئے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"إِن تَجۡتَنِبُواْ كَبَآئِرَ مَا تُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ نُكَفِّرۡ عَنكُمۡ سَيِّـَٔاتِكُمۡ"((٢١))

"اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا گیا ہے پرہیز کرو گے تو ہم تمہارے چھوٹے چھوٹے گناہ معاف کر دیں گے"

لغت میں اس آیت میں سیأت سے مراد صغیرہ گناہ ہی لئے گئے ہیں۔مجمع اللغۃ العربیۃ نے لکھا ہے۔

"(السيئة):الصغيرمن الذنوب-وفى التنزيل:"إِن تَجۡتَنِبُواْ كَبَآئِرَ مَا تُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ نُكَفِّرۡ عَنكُمۡ سَيِّـَٔاتِكُمۡ"((٢٢))

"السیءہ سے مراد صغیرہ گناہ ہیں۔قرآن کریم میں ہے "إِن تَجۡتَنِبُواْ كَبَآئِرَ مَا تُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ نُكَفِّرۡ عَنكُمۡ سَيِّـَٔاتِكُمۡ"((23))

گویا لغت میں لفظ سیءہ کا استعمال بطور صغیرہ گناہ ہوتا ہے۔

"السیّئہ" بمعنی شرک اور گناہِ کبیرہ:

مذکورہ بالا آیت عام طور پر اس دلیل کے طور پر پیش کی جاتی ہے کہ قرآنِ کریم میں سیّات سے صرف صغیرہ گناہ مراد ہیں۔ لیکن جب ہم قرآنِ کریم کی چند اور ایسی ہی آیات کا (تفسیری) مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس لفظ کو قرآن میں نہ صرف گناہ کبیرہ بلکہ کفر و شرک کا معنی بیان کرنے کے لئے بھی لایا گیا ہے۔ مثال کے طور پر:

"بَلَىٰ مَن كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِۦ خَطِيٓـَٔتُهُۥ فَأُوْلَـٰٓئِكَ أَصْحَـٰبُ ٱلنَّارِ"[(٢٤)]

"ہاں کیوں نہیں جو برے کام کرے اور اس کا گناہ ہر طرف سے اس کو گھیر لے تو ایسے لوگ دوزخ میں جانے والے ہیں"

حافظ ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر (المتوفی 774ھ) نے تفسیر القرآن العظیم میں اس آیت کے تحت لکھا ہے۔

"عن ابن عباس،قال:الشرك وقال الحسن[(٢٥)] ایضًاوالسُّدی:[(٢٦)] السیئة:الکبیرۃ من الکبائر "[(٢٧)]

"ابن عباس سے ایک روایت ہے کہ یہاں شرک مراد ہے اور حسن کا بھی یہی قول ہے اور السدی کا قول ہے کہ السیّئہ سے مراد کبائر سے بھی بڑا گناہ ہے"

امام ابن کثیر نے ابن عباس اور دیگر مفسرین کے اقوال کی روشنی میں یہاں سیئہ کو بمعنی شرک لکھا ہے۔ اسی طرح سورۃ یونس میں ہے۔

"وَٱلَّذِينَ كَسَبُواْ ٱلسَّيِّـَٔاتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۭ بِمِثْلِهَا"[(٢٨)]

"اور جنھوں نے برے کام کئے تو برائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا"

اس آیت کے ضمن میں امام ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبیؒ (م 671ھ) نے الجامع لأحکام القرآن میں لکھا ہے:

"وَٱلَّذِينَ كَسَبُواْ ٱلسَّيِّـَٔاتِ أی عملواالسیّات-وقیل:الشرك"[(٢٩)]

"وَٱلَّذِينَ كَسَبُواْ ٱلسَّيِّـَٔاتِ" سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے سیّات کئے۔ اور کہا گیا کہ (سیّات سے مراد) شرک ہے"

مذکورہ آیات میں لفظ سیّئہ یا سیّات کے جو معانی مفسرین نے بیان کئے ہیں ان کو سامنے رکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن کریم میں سیّات کا لفظ نہ صرف کبیرہ گناہ کے لئے استعمال ہوا ہے بلکہ بعض اوقات اس سے کفر و شرک بھی مراد لئے گئے ہیں۔ کفر اور شرک کی قباحت عام کبیرہ گناہوں سے کہیں زیادہ ہے۔ عام کبیرہ گناہوں کی معافی اور ازالہ کی کئی صورتیں ہیں جبکہ کفر کا ازالہ صرف توحید اور اس کے متعلقات پر ایمان لانے سے ہی ہوتا ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ سیّئہ سے مراد مطلق برائی ہے۔ اس برائی کی نوعیت کچھ بھی ہو سکتی ہے۔ اس لفظ کا اطلاق قرآن کریم میں کفر و شرک

پر بھی ہوا ہے اور صغیرہ وکبیرہ گناہ بھی اس سے مراد لئے گئے ہیں۔علاوہ ازیں قرآن کریم میں لفظ سیّئہ کا اطلاق معصیت، اس کے نتائج، تکلیف اور ضرر وغیرہ جیسے معنی پر بھی ہوا ہے((30))۔ مثال کے طور پر چند آیات پیش کی جاتی ہیں۔

"مَآ أَصَابَكَ مِن سَيِّئَةٍ فَمِن نَّفْسِكَ"((٣١))

"اور جو نقصان تجھے پہنچے وہ تیری ہی شامتِ اعمال کی وجہ سے ہے"

"وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِٱلسَّيِّئَةِ قَبْلَ ٱلْحَسَنَةِ"((٣٢))

"اور یہ لوگ برائی سے پہلے تم سے بھلائی جلدی مانگتے ہیں"

کہیں لفظ سیّئہ سے مراد مطلق نافرمانی ہے چاہے اس کی نوعیت کچھ بھی ہو۔ جیسے:

"أَمْ حَسِبَ ٱلَّذِينَ ٱجْتَرَحُوا۟ ٱلسَّيِّـَٔاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ"((٣٣))

"جو لوگ بُرے کام کرتے ہیں کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں جیسا کردیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے"

یہاں سیّات سے مطلق معصیت مراد ہے۔اس کی نوعیت کا تعین نہیں۔ہر قسم کی برائی اس میں شامل ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم میں لفظ سیّئہ کے معانی کے تعین کے لئے ضروری ہے کہ اس کے سیاق وسباق کو دیکھا جائے۔ یہ بھی کہ اس لفظ کو کس طرح کے بندوں کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔قرآن کریم میں لفظ سیّات کو جہاں کفار ومشرکین یا اہلِ کتاب سے منسوب کیا گیا ہے وہاں اس سے مراد کفر وشرک اور باطل عقائد ہیں۔جہاں سیّات کے مرتکبین کو آگ کے عذاب یا سخت سزا کی وعید سنائی گئی وہاں اس سے مراد کبیرہ گناہ ہیں۔مگر جن آیات میں کبائر سے اجتناب، تقویٰ اختیار کرنے، دعا کرنے اور نیک اعمال کرنے کے بدلے گناہوں/سیّات کی تکفیر کا ذکر ہے وہاں بجا طور پر سیّات سے مراد صغیرہ گناہ ہی ہیں۔قرآن کریم میں سیّئہ یا سیّات کا لفظ صغیرہ اور کبیرہ دونوں قسم کے گناہوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

سیّات اور ذنوب میں فرق:

ذُنوب جمع ہے۔اس کا مفرد ذَنب ہے۔اس کا فعل "اذنَبَ یُذنِبُ" آتا ہے۔لسان العرب میں اس کی وضاحت یوں بیان ہوئی ہے۔

"الذَنبُ: الإثمُ والجرُمُ والمعصيةُ، والجمعُ ذُنُوب وذُنُوبات جمع الجمع وقدأذنب"((٣٤))

"ذَنب سے مراد گناہ، جرم اور نافرمانی ہے اس کی جمع ذُنوب اور جمع الجمع ذُنوبات ہے اور فعل اَذنَب

آتاہے۔"

القاموس المحیط میں بھی اس کا یہی معنی بیان ہوا ہے[(35)] الذنب کی نتیجہ خیز تعریف المفردات میں یوں بیان ہوئی:

"الذَنبُ فی الأصلِ الأخذُ بِذَنَبِ الشيئ،يقال ذَنَبْتُه أَصَبتُ ذَنَبَه، ويُستَعمل فی کلِ فعلٍ يُستَو خم عُقباه اعتبارًا بِذَنَبِ الشيئ و لهذا يُسمَّی الذَنبُ تَبعَةً اعتبارًا لمايَحصُلُ من عاقبته"[(٣٦)]

"ذنب کا لفظ اصل میں ألأخذُبذَنَب الشيئ (کسی شئے کی دم/آخری حصہ پکڑنا) سے ماخوذ ہے۔ ذنبتُه (میں نے اس کی دم پکڑی) اس وقت بولا جاتا ہے جب أصبتُ ذَنَبَه کا معنی مقصود ہو۔ ذَنَبُ الشيئ کا اعتبار کرتے ہوئے ذنب کا لفظ اس فعل کے لئے استعمال ہوتا ہے، جس کا انجام نامناسب ہو۔ اسی لئے اس فعل کے انجام کو مدِ نظر رکھتے ذَنبٌ کا لفظ بولا جاتا ہے"

گویا ذَنب کا لفظ ذَنَبٌ سے ماخوذ ہے۔ ذَنَبٌ سے مراد دم یا آخری حصہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی شے کا آخری حصہ بھی پکڑلے تو وہ ادھر ہی جاتا ہے جدھر وہ شے جا رہی ہوتی ہے۔ اس معنی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کسی برے فعل کے برے انجام کو ذَنب کہا جاتا ہے کیوں کہ اس فعل نے اسے برے انجام کی طرف لے کر جانا ہوتا ہے۔ لٰہذا ذَنبٌ سے مراد ایسا فعل ہے جس کا انجام برا ہو۔

سابقہ ابحاث کے نتیجہ کے طور پر ذنب اور سیّئہ کا درج ذیل لغوی اور اصطلاحی فرق سامنے آتا ہے:

- سیّئہ سے مراد ہر وہ فعل، عادت یا شے ہے جو ناپسندیدہ ہو۔ اس کا متضاد حسنہ ہے۔ اور ذنب وہ قول یا فعل یا عقیدہ ہے جس میں معصیت کا عنصر ہو۔
- ذَنب میں معصیت کا عنصر لازمی ہے۔ جب کہ فعل سیّئہ کا معصیت سے خالی ہونا بھی ممکن ہے جیسے ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی سیّئہ ہو سکتی ہے مگر ذنب نہیں۔
- ذَنب کا دائرہ کار شریعت تک ہے جب کہ سیّئہ شریعت سے باہر بھی ہو سکتا ہے۔
- انسان کا دوسرے انسان، حیوان یا بناتات و جمادات وغیرہ کے ساتھ برا سلوک سیّئہ کے زمرے میں آتا ہے جب کہ ذنب کا معاملہ اللہ اور بندے کے درمیان ہے۔

تکفیرِ سیّات اور غفران الذنوب:

تکفیرِ سیّات اور غفران الذنوب قرآن میں مستعمل دو اصطلاحات ہیں۔ قرآن کریم میں جہاں کَفَّرَ یُکَفِّرُ اور مشتقات کا مفعول سیّات کا لفظ ہے، وہاں سے تکفیرِ سیّات کی اصطلاح ماخوذ ہے۔ اور جہاں غَفَرَ یَغفِرُ اور اس کے مشتقات کا مفعول ذنبٌ یا ذُنوبٌ کا لفظ ہے وہ غفران الذنوب کی اصطلاح کا ماخذ ہے۔ قرآن کریم میں تکفیرِ سیّات کی اصطلاح پندرہ دفعہ اور غفران الذنوب کی اصطلاح اٹھارہ مرتبہ آئی ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ سیّات یا سیّئہ کا لفظ قرآن میں ہمیشہ تکفیر کے مشتقات کے مفعول

کے طور پر آیا ہے۔اور ذنوب یا ذنب کا لفظ غفران یا مغفرۃ کے مشتقات کے ساتھ ذکر ہوا ہے۔سیّات کو مغفرۃ اور ذنوب کو تکفیر کے ساتھ کہیں بھی نہیں لایا گیا۔البتہ سورہ آلِ عمران میں دونوں اصطلاحات ایک ہی آیت میں واؤ عاطفہ کے فاصلے سے مذکور ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"رَبَّنَا فَٱغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرۡ عَنَّا سَيِّـَٔاتِنَا"(۳۷)

"سواے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیوں کو ہم سے دور کر دے"

تکفیر، غفران، سیّات اور ذنوب کا مفہوم اور فرق سابقہ ابحاث میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔یہاں تکفیرِ سیّات اور غفران الذنوب میں بطور اصطلاح فرق واضح کرنا مقصود ہے۔تکفیرِ سیّات اور غفران الذنوب میں یہ فرق سامنے آیا ہے کہ ہر وہ عمل جو کسی بھی پہلو سے ناپسندیدہ اور غیر مناسب ہے ،اگر بندے سے سرزد ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اس کو کسی نیکی کے بدلے میں ختم کر دے تو یہ تکفیرِ سیّات ہے۔اور اگر توبہ کے بدلے یا رحم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ایسا عمل معاف کر دے جس پر مواخذہ یقینی ہو تو یہ غفران الذنوب ہے۔

اہلِ ایمان کے کبائر کی تکفیر کے عوامل

اہلِ ایمان کے سیّات کی نوعیت چونکہ اہلِ کتاب اور کفار و مشرکین کے سیّات سے مختلف ہوتی ہے اس لئے ان کے سیّات کی تکفیر کے عوامل بھی مختلف ہیں۔قرآن و حدیث کی روشنی میں توبہ، جہاد، حج اور ہجرت وغیرہ جیسے اعمالِ صالحہ اہلِ ایمان کے کبائر سیّات کی تکفیر کا سبب بنتے ہیں۔ذیل کی آیات میں منتخب تفاسیر کے وہ نکات ذکر کرتے ہیں جن میں کبائر کی تکفیر کے عوامل واضح کئے گئے ہیں۔

تکفیرِ کبائر بذریعہ جہاد و ہجرت:

"فَٱلَّذِينَ هَاجَرُواْ وَأُخۡرِجُواْ مِن دِيَٰرِهِمۡ وَأُوذُواْ فِي سَبِيلِي وَقَٰتَلُواْ وَقُتِلُواْ لَأُكَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ سَيِّـَٔاتِهِمۡ"(۳۸)

"تو جو لوگ میرے لئے وطن چھوڑ گئے اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور لڑے اور قتل کیے گئے میں ان کے گناہ دور کر دوں گا"

اس آیت میں ہجرت، شہادت فی سبیل اللہ اور جہاد کو تکفیر سیّات کا عامل شمار کیا گیا ہے۔یہ اتنے عظیم نیک کام ہیں کہ کبائر کی تکفیر کا سبب بھی بن جاتے ہیں۔

تکفیرِ کبائر بذریعہ شہادت:

اس آیت کے ضمن میں امام ابنِ کثیرؒ نے ایسی روایت ذکر کی ہے جس میں جہاد کی وجہ سے قرض کے علاوہ تمام گناہوں کی

معافی کا ذکر ہے۔

"إنّ رجلاً قال:یارسول الله أرأیت إن قُتلت فی سبیل الله صابراًمحتسبًامُقبلاًغیرمدبر أیُکفّرالله عنّی خطایای؟قال:نعم إلّا الدین"((۳۹))

"ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں اللہ کے راستے میں صبر اور احتساب کرتے ہوئے،آگے بڑھ کر، منہ پھیرے بغیر جہاد کرتے ہوئے مارا جاؤں تو کیا اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کی تکفیر فرمادے گا۔آپ ﷺ نے فرمایاہاں قرض کے علاوہ"

امام ترمذیؒ کی بیان کردہ درج ذیل روایت میں بھی یہی مفہوم ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"القتل فی سبیل الله یُکفّر کَلَّ خطیئة،فقال جبریل: إلاّ الدین،فقال النبیﷺ إلاّ الدین"((۴۰))

" اللہ کے راستے میں قتال ہر گناہ کی تکفیر کردیتاہے۔توجبریلؑ نے کہا:سوائے قرض کے، تو آپ ﷺ نے بھی فرمایاسوائے قرض کے "

ان دونوں روایات سے ثابت ہوتاہے کہ شہادت سے قرض کے علاوہ تمام سیّأت کی تکفیر ہو جاتی ہے۔

سمندر میں شہادت کی فضیلت:

المتّجرالرابح فی ثواب العمل الصالح میں امام عبدالمومن بن خلف الدمیاتی (م705ھ) کی نقل کردہ درج ذیل روایت میں شہادت کے نتیجے میں ہر قسم کے صغائر و کبائر کی تکفیر کا ذکر ہے۔

"عن ابی أمامة رضی اله عنه قال:سمعت رسول اللهس ﷺ: شهید البحرمثل شهیدي البر-یغفرلشهید البر الذنوب کلهما إلّا الدین ولشهید البحر الذنوب والدین"((۴۱))

"سمندر کا شہید خشکی کے دو شہیدوں کی طرح ہے۔ خشکی کے شہید کے قرض کے علاوہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور سمندر کے شہید کے تمام گناہ اور قرض بھی معاف ہو جاتاہے"

اس روایت سے ثابت ہوا کہ عام شہید کے قرض کے علاوہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں جب کہ سمندر میں دورانِ جہاد شہادت سے قرض سمیت تمام صغیرہ و کبیرہ گناہوں کی تکفیر ہو جاتی ہے۔

تکفیرِ کبائر بذریعہ ہجرت:

اسی طرح ہجرت بھی ان کامل حسنات میں سے ہے جن کی وجہ سے کبیرہ گناہوں کی بھی تکفیر ہو جاتی ہے۔امام مسلم کی درج ذیل روایت ثابت کرتی ہے کہ ہجرت تمام سابقہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔

"عن ابی شماسة المهری قال:خضرناعمرو ابن العاص وهوفی سیاقةالموت-قال رسول

اللهﷺ :أماعلمت وأنّ الهجرة تهدم ماكان قبلهما"((٤٢))

"حضرت ابو شماسہ المہری بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ کی حالتِ نزع میں ان کے پاس گئے۔(انہوں نے کہا) کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے۔کہ ہجرت اپنے سے پہلے (گناہوں) کو ختم کر دیتی ہے"

ثابت ہوا کہ شہادت فی سبیل اللہ اور ہجرت وہ اعمالِ صالحہ ہیں جن سے کبائر سیّات کی تکفیر ہوتی ہے۔

تکفیرِ کبائر بذریعہ توبہ:

" يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ تُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّـَٔاتِكُمْ"((٤٣))

"مومنو! اللہ کے آگے صاف دل سے توبہ کرو امید ہے وہ تمہارے گناہ تم سے دور کر دے گا"

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ خالص توبہ بھی کبائر کی تکفیر کا عامل ہے۔جن کبائر سے توبہ کر لی جائے وہ ایسے مٹ جاتے ہیں جیسے ان کا ارتکاب ہی نہیں کیا گیا۔

امام ابنِ کثیرؒ نے اس آیت کے تحت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی ہے۔جس میں لواطت، میاں بیوی کے ناجائز تعلق جیسی ممنوعات کا ذکر کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں:

"ليس لهٰؤلآء صلاة ما أقاموا على هذا حتى يتوبوا إلىٰ الله توبةً نصوحًا"((٤٤))

"ان گناہوں میں مشغول افراد کی نماز اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک وہ خالص توبہ نہ کر لیں"

گویا توبہ کے ذریعے قبیح ترین گناہوں کی بھی تکفیر ہو جاتی ہے۔ابن ماجہؒ نے بھی اسی قسم کی روایت نقل کی ہے:

"قال رسول اللهﷺ: التائب من الذنب كمن لا ذنب له"((٤٥))

"نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے گناہ کیا ہی نہیں"

اسی طرح بن باز (م 1330ھ) نے بھی اپنے فتاویٰ میں درج ذیل روایت بیان کی ہے:

"وصحّ عن رسول اللهﷺ أنّه قال: والتوبة تهدم ما كان قبلها"((٤٦))

"نبی ﷺ سے یہ صحیح قول منقول ہے کہ۔توبہ اپنے سے ما قبل (گناہوں) کو ختم کر دیتی ہے"

زیرِ نظر آیت اور مذکورہ روایات سے ثابت ہوا کہ توبہ ہر قسم کے گناہوں کا کفارہ ہے۔یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اگر تمام گناہوں سے خالص توبہ کی جائے تو تمام کی تکفیر ہو جاتی ہے اور متعدد گناہوں میں مبتلا شخص اگر صرف کسی مخصوص گناہ سے توبہ کرے تو اسی گناہ کی تکفیر ہوتی ہے جس سے توبہ کی گئی ہو۔نیز حقوق اللہ اور حقوق العباد میں توبہ کا طریقہ کار مختلف ہے۔حقوق العباد سے خالص توبہ کے ساتھ تلف کردہ حقوق کی ادائیگی بھی لازم ہے۔

اہلِ ایمان کے لئے صغائر کی تکفیر کے اسباب

اہلِ ایمان کے صغیرہ گناہوں کی تکفیر کے عوامل لاتعداد ہیں۔ بندہ مومن کوئی بھی نیکی کرے یا اسے کوئی تکلیف پہنچے اس کے بدلے میں سیّات کی تکفیر ہوتی ہے۔ نیک عمل چاہے کسی بھی نوعیت کا ہو اس سے صغیرہ گناہوں کی تکفیر قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

"إِنَّ ٱلْحَسَنَٰتِ يُذْهِبْنَ ٱلسَّيِّـَٔاتِ"((٤٧))

"کچھ شک نہیں کہ نیکیاں گناہوں کو دور کو دیتی ہیں"

اعمالِ صالحہ اور تکفیرِ صغائر:

احادیث مبارکہ میں اہلِ ایمان کو نیک اعمال کے ذریعے سیّات کی تکفیر کی خوشخبری دی گئی ہے۔ مثلاً: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا:

"اتق الله حيثماكنت واتبع السيّئةالحسنة تمحها"((٤٨))

": جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہنا اور گناہ (ہو جائے تو اس) کے بعد نیکی کرنا یہ گناہ کو مٹا دے گا"

گویا ہر وہ قول یا فعل جس پر حسنہ کا اطلاق ہوتا ہے اس سے بندہ مومن کے سیّات کی تکفیر ہوتی ہے۔

مصائب اور تکفیرِ صغائر:

علاوہ ازیں مسلمان کو پہنچنے والی ہر تکلیف بھی اسے گناہوں سے پاک کرنے کا سبب بنتی ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

"مايصيب المؤمن من نصبٍ ولاوصبٍ ولاهمٍ ولاحزنٍ ولاأذىً ولاغمٍ حتىٰ الشوكة الاّ كفّر بها من خطاياه"((٤٩))

"بندہ مومن کو جو تھکاوٹ، بیماری، ملال، حزن، تکلیف اور غم پہنچے یہاں تک کہ اسے جو کانٹا چبتا ہے اس سے بھی اللہ تعالیٰ اس کی کچھ خطاؤں کی تکفیر فرما دیتا ہے"

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر وہ قول یا فعل جس پر حسنہ یعنی نیکی کا نام صادق آتا ہے یا ہر وہ چیز جو کسی بھی ظاہری یا باطنی تکلیف کا باعث بنتی ہے اس سے بندہ مؤمن کے گناہوں کی تکفیر ہوتی ہے۔ قرآنِ کریم میں ایسے اعمال بیان ہوئے ہیں جو صغائر کی تکفیر کا باعث بنتے ہیں۔

مکفرات السیّٰات اور شارحینِ کتب ستہ کی توضیحات و تصریحات

اذکار سے تکفیرِ سیّات اور تصریحات

ہر نماز کے بعد ذکرِ الٰہی اور کفارہ سیّات:

"سبحان الله،والحمد لله،والله أكبر (ثلاثاً وثلاثين) لا إله إلا الله وحده لا شريك له،له الملك وله الحمد،وهو على كل شيء قدير؛ لحديث أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ اللهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَحَمِدَ اللهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَكَبَّرَ اللهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، فَتْلِكَ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ، وَقَالَ: تَمَامَ الْمِائَةِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ ((٥٠))

"سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر۔ علی کل شئ قدیر حضرت ابوہریرہؓ سے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی: ''جس نے ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ تینتیس دفعہ الحمد اللہ اور تینتیس بار اللہ اکبر کہا، یہ ننانوے ہوگے اور سو پورا کرنے کے لیے لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ، لہ الملک ولاہ الحمد، وہو علی کل شیءقدیر'' کیا اس کے گناہ معاف کردیے جائیں گے، چاہے وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں"

جس نے ہر فرض نماز کے بعد 33 مرتبہ سبحان اللہ 33 مرتبہ الحمد للہ 33 مرتبہ اللہ اکبر پس یہ تسبیحات تہ می داد تحمیدات تکبیرات ملاکر 99 بنتی ہیں تاکہ دونوں طرف سے گھیر لیا جائے تاکہ ایک کی تاکید ہو جائے جبکہ دو علموں میں سے ایک علم بہتر ہو پس اس کی مثال اللہ تعالی کا فرمان ہے تلک عشرۃ کاملہ تاکہ وہ اس پر مرتب کیا جائے یہ مفعول پر نصب کے ساتھ ہے۔

مطلق ذکرِ الٰہی اور کفارہ سیأت:

حدیث میں ذکر کرنے والوں کا مقام یہ بتایا گیا کہ انہیں فرشتے گھیر لیتے ہیں جس طرح چاند کے گرد حالہ ہوتا ہے۔اور جان لو اللہ کا ذکر جو ہے وہ ذاکر کے ارد گرد ایک دائرے کی مانند ہوتا ہے جسطرح پانی میں پتھر پھینکتے وقت اس کے ارد گرد پانی میں موجیں دیکھنے میں آتی ہیں وہ پھینکنے والے کی قوت اور ضعف کے بقدر نظر آتی ہیں بس اس طرح ہوتا ہے کہ پانی حرکت کے کھینچنے سے حرکت کرتا ہے یہی حال ان چیزوں کا ہے جو ذکر پر مشتمل ہوتی ہیں بے شک وہ ذکر کرنے والی ہو جاتی ہیں۔ شعرانی سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ ایک مرتبہ اللہ کا ذکر کر رہا تھا اس نے دیکھا کہ اس کے ارد گرد کوئی بھی چیز ایسی نہیں تھی جو اللہ کا ذکر نہ کر رہی ہو یہاں تک کہ اس نے صبح کا وقت دیکھا کہ اس کے ذکر کی وجہ سے زمین کناروں سے غرق ہو گئی کوئی بھی چیز باقی نہیں بچی تھی مگر وہ ذکر میں مصروف تھی اور یہی معنی ہے آپ علیہ السلام کے فرمان کا(هم القوم لا يشقى جليسهم)یعنی وہ ایسی قوم ہے جس میں بیٹھنے والا محروم ونامراد نہیں رہتا پس بے شک ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنے والا شخص بھی ان کے ساتھ اجر میں شامل ہو جاتا ہے بات یہ ہے کہ اللہ کا ذکر زندہ رہنے والا ہے کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے کہ اس کو اللہ کا ذکر پہنچے مگر وہ زندہ ہو جاتی ہے اور ذکر کا دائرہ کار جو ہے وہ ذکر کرنے کی آواز کے بقدر وسیع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ ہر چیز ذکر کرنے والے کے ساتھ ذکر کرتی ہے اور اگر تو ذکر کی حلاوت کو چکنا چاہتا ہے جو ہم نے تیرے لئے پہاڑوں اور پرندوں کی تسبیح کرنے میں واضح کر دی ہے کہ پہاڑ اور پرندے حضرت داؤد علیہ

صلاۃ وسلام کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے جس طرح قرآن مجید نے اس کی خبر دی ہے کہ حضرت داؤد علیہ سلام اپنے رب کا ذکر اور تسبیح نہیں کیا کرتے تھے مگر جو اس کے ارد گرد پہاڑ اور پرندے چرند ہوتے تھے وہ بھی آپ کے ساتھ اللہ کی تسبیح بیان کیا کرتے تھے اس وجہ سے کہ وہ ذکر کے حلقے میں شامل ہوتے تھے اس سے واضح ہوا کہ جب انبیاء میں سے ایک نبی کے ذکر کی وجہ سے یہ مرتبہ ہے تو تمام اشیاء بھی اللہ کا ذکر سے متاثر ہوتی ہیں اس کے برعکس اللہ کے ذکر کے علاوہ کسی اور کے ذکر سے کوئی چیز بھی متاثر نہیں ہو سکتی اور جب اللہ سبحانہ و تعالی نے ارادہ کیا اور وہ ذات ایسی ہے جو چاہتی ہے کر دیتی ہے اور وہ ہر اس چیز کا فیصلہ کر دیتا ہے جس کا وہ ارادہ رکھتا ہے۔((51))

حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَا مِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوا يَذْكُرُونَ اللَّهَ، لَا يُرِيدُونَ بِذَلِكَ إِلَّا وَجْهَهُ، إِلَّا نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ قُومُوا مَغْفُورًا لَكُمْ، قَدْ بُدِّلَتْ سَيِّئَاتُكُمْ حَسَنَاتٍ"

"جو بھی قوم اکٹھی ہو کر اللہ کا ذکر کرے اور اس سے ان کا مقصد صرف اللہ کی رضا ہو تو آسمان سے ایک آواز دینے والا انہیں آواز دیتا ہے کہ تم بخشے بخشائے اٹھ جاؤ، تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے تبدیل کر دیا گیا ہے"

سبحان اللہ کا ورد اور کفارہ سیآت:

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے ہاں موجود تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكْسِبَ كُلَّ يَوْمٍ أَلْفَ حَسَنَةٍ». فَسَأَلَهُ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ: كَيْفَ يَكْسِبُ أَحَدُنَا أَلْفَ حَسَنَةٍ؟ قَالَ: «يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ، فَيُكْتَبُ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ، أَوْ يُحَطُّ عَنْهُ أَلْفُ خَطِيئَةٍ" ((۵۲))

"کیا تم میں سے کوئی آدمی اس بات کی طاقت نہیں رکھتا کہ روزانہ ہزار نیکیاں کما لے؟" اس پر حاضرین میں سے کسی نے پوچھا: "ہم میں سے کوئی آدمی ہزار نیکیاں کیسے کما سکتا ہے؟"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "سو مرتبہ سبحان اللہ پڑھ لے تو اس کے لیے ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور ہزار گناہ اس کے معاف کیے جائیں گے"

صحیح مسلم میں (فتکتب) تانیث کے ساتھ واقع ہوا ہے اور اسی طرح امام منذری نے اپنی تصنیف 'ترغیب' میں بھی لکھا ہے (الف حسنة) کہا سکے لیے ہزار نیکیاں ہیں کیونکہ ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے اور ایسا بہت کم ہے کہ مضاعفہ یعنی دوگنا کو دوبارہ ذکر کیا جائے۔ اللہ کا فرمان ہے "من جاء بالحسنة فله عشر امثالها والله يضاعف لمن يشا' جو شخص ایک نیکی کرتا ہے اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اللہ تعالی ان دس نیکیوں کو جس کے لیے چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے یا اس کی خطائیں مٹا دی جاتی ہیں یعنی اس کی ہزار خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں جیسا کہ شعر بھی ہے بے شک دوگنا

نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں امام نووی فرماتے ہیں عام نسخ میں بھی اسی طرح واقع ہوا ہے۔((53))

مجلسِ ذکر میں ذکرِ الٰہی کرنا کفارہ اور کفارہ سیّات:

جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ، فَقَالَهَا فِي مَجْلِسِ ذِكْرٍ كَانَتْ كَالطَّابَعِ يُطْبَعُ عَلَيْهِ، وَمَنْ قَالَهَا فِي مَجْلِسِ لَغْوٍ كَانَتْ كَفَّارَتَهُ"

"جس شخص نے کہا (سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ،) **اگر ذکر کی مجلس ہوئی تو یہ اس مجلس پر مہر بن جائے گا اور اگر لغو مجلس ہوئی تو یہ اس کے لیے کفارہ بن جائے گی"**

مجلس کے اختتام پر دعا پڑھنا اور کفارہ سیّات:

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ :

"مَنْ جَلَسَ فِي مَجْلِسٍ كَثُرَ فِيهِ لَغَطُهُ فَقَالَ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ: سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ ثُمَّ أَتُوبُ إِلَيْكَ، إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا كَانَ فِي مَجْلِسِهِ ذَلِكَ"((٥٤))

"وہ شخص جو مجلس میں بری باتیں کثرت سے کرے اور اٹھنے سے پہلے یہ کلمات کہے (سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ ثُمَّ أَتُوبُ إِلَيْكَ) **تو اللہ تعالیٰ وہ سب گناہ معاف کر دیتے ہیں جو اس نے مجلس میں کیے تھے"**

نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا اور کفارہ سیّات:

ابو طلحہ انصاری سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ :

"أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ يَوْمًا طَيِّبَ النَّفْسِ، يُرَى فِي وَجْهِهِ الْبِشْرُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَصْبَحْتَ الْيَوْمَ طَيِّبَ النَّفْسِ، يُرَى فِي وَجْهِكَ الْبِشْرُ، قَالَ: أَجَلْ، أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي فَقَالَ: مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ مِنْ أُمَّتِكَ صَلَاةً كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ، وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ، وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ، وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَهَا"

"ایک دن رسول اللہ ﷺ بہت خوش تھے اور آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار تھے صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ آپ آج خوش ہیں اور خوشی کے آثار چہرے پر ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں ! میرے رب کا قاصد میرے پاس آیا تھا اس نے کہا آپ کی امت میں سے جو شخص آپ پر درود و سلام بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھیں گے دس گناہ معاف کریں گے اور دس درجات

بلند کریں کریں گے"

عبادات سے تکفیرِ سیأت اور تصریحات

وضو کرنا اور کفارہ سیأت:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إذا توضأ العبد المسلم أو المؤمن فغسل وجهه خرج من وجهه كل خطيئة نظر إليها بعينيه مع الماء أو مع آخر قطر الماء فإذا غسل يديه خرج من يديه كل خطيئة كان بطشتها يداه مع الماء أو مع آخر قطر الماء فإذا غسل رجليه خرجت كل خطيئة مشتها رجلاه مع الماء أو مع آخر قطر الماء حتى يخرج نقيا من الذنوب"

"ایک مسلمان جب وضو کرے، چہرہ دھوئے، تو پانی کے ہر قطرہ کے عوض اس کے چہرے سے گناہ جھڑ جاتے ہیں جو اس نے آنکھوں سے دیکھ کر کئے، جب وہ ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں سے پکڑ کر کئے گئے گناہ بھی جھڑ جاتے ہیں، اسی طرح پاؤں دھونے سے وہ جن گناہوں کی طرف قدم بڑھا چکا وہ بھی دور کردئے جاتے ہیں، حتی کہ وضو کی تکمیل تک وہ گناہوں سے نجات حاصل کرلیتا ہے"

وضو کرکے مسجد کی طرف چلنا اور کفارہ سیأت:

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ :

"وَذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ، لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ، وَحُطَّ عنه بها خطيئة"

اور ان میں یہ بات بھی ہے کہ جب کوئی اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد کی طرف نکلے اس حال میں کہ اسکو نماز نے ہی (گھر سے) نکالا ہو تو اسکے ہر ہر قدم پر درجہ بلند ہوتا ہے اور خطا معاف ہوتی ہے

پانچوں نمازوں کی پابندی کرنا اور کفارہ سیأت:

نمازوں کی پابندی بھی انہیں اعمال میں سے جن سے گناہوں کی بخشش ہوتی ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الصَّلَاةُ الْخَمْسُ،وَالْجُمْعَةُ إِلَى الْجُمْعَةِ،ورمضان الى رمضان كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ، مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ

"(مسلمان کے لئے) پانچ نمازوں کا درمیانی وقت، جمعہ سے جمعہ اور رمضان سے رمضان تک کا وقت گناہوں کا کفارہ ہے ماسوائے کہ کبیرہ گناہوں سے نہ بچے"

مسجد کی طرف جانا اور کفارہ سیّات:

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:

"مِنْ حِينِ يَخْرُجُ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنْزِلِهِ إِلَى مَسْجِدِي فَرِجْلٌ تَكْتُبُ لَهُ حَسَنَةً وَرِجْلٌ تَحُطُّ عَنْهُ سَيِّئَةً حَتَّى يَرْجِعَ"

"تم میں سے کوئی ایک جب بھی اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلے ہر قدم پر اس کے لیے نیکی لکھی جائے گی اور ہر قدم پر اس کی ایک خطا معاف ہو گی یہاں تک کہ وہ گھر لوٹ آئے"

اللہ کے لیے سر بسجود رہنا اور کفارہ سیّات:

عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً، وَمَحَا عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً، وَرَفَعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةً، فَاسْتَكْثِرُوا مِنَ السُّجُودِ"

"جو بندہ بھی اللہ کے لیے ایک سجدہ کرتا ہے، اللہ اس کے بدلے میں اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہے اور اس (سجدہ) کی وجہ سے اس کا ایک گناہ معاف کرتا ہے اور اس (سجدہ) کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے، اس لیے سجدے کثرت سے کرو"

قیام اللیل اور کفارہ سیّات:

ابو امامہ الباہلیؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"عليكم بقيام الليل فإنه دأب الصالحين قبلكم، وهو قربة إلى ربكم، ومكفرة للسيئات، ومنهاة للإثم». وهذا أصح من حديث أبي إدريس عن بلال"

"قیام اللیل یعنی تہجد کا اہتمام کیا کرو، کیوں کہ تم سے پہلے کے صالحین کا یہی طریقہ ہے، اور رات کا قیام یعنی تہجد اللہ سے قریب و نزدیک ہونے کا، گناہوں سے دور ہونے کا اور برائیوں کے مٹنے اور بیماریوں کے جسم سے دور بھگانے کا ایک ذریعہ ہے"

اس حدیث کی شرح میں ہے کہ:

" إِنَّ ٱلۡحَسَنَٰتِ يُذۡهِبۡنَ ٱلسَّيِّـَٔاتِۚ وَقَالَ إِنَّ ٱلصَّلَوٰةَ تَنۡهَىٰ عَنِ ٱلۡفَحۡشَآءِ وَٱلۡمُنكَرِۗ وَتَكْفِيرٌ لِلسَّيِّئَاتِ أَيْ مُكَفِّرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ وَسَاتِرَةٌ لَهَا وَمَطْرَدَةٌ لِلدَّاءِ عَنِ الْجَسَدِ"((٥٥))

"بلاشبہ اچھائیاں نیکی لے جاتی ہیں، اور کہا کہ نماز فحاشی و برائی کے کاموں سے روکتی ہے اور گناہوں کا مٹانا یہ مٹانے والا عمل اور اسے چھپانے والا اور جسم سے اس بیماری کو دور کرنے والا"

مسجد میں داخلے کے وقت دعاؤں کا اہتمام اور کفارہ سیات

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے مروی ہے کہ :

"عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ: «أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ، وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ، وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ، مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، قَالَ: أَقَطْ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِذَا قَالَ: ذَلِكَ قَالَ الشَّيْطَانُ: حُفِظَ مِنِّي سَائِرَ الْيَوْمِ"

"نبی ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے :اعوذ باللہ العظیم ،وبوجہہ الکریم ،وسلطانہ القدیم من الشیطان الرجیم "کیا یقینا آپ ﷺ یہ پڑھتے تھے رو آپ نے فرمایا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا جو یہ دعا پڑھ لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے سارا دن مجھ سے تیری حفاظت ہو گئی"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امت کو شیطان سے پناہ مانگنے کی تعلیم دیا کرتے تھے کہ شیطان بنی آدم پر مسلط ہے اور اس کی بھی تعلیم دیا کرتے تھے کہ دفع مضرت اور نفع کا حصول اللہ عزوجل کی جانب سے ہی ہوتا ہے۔

اعمالِ جمعہ اور کفارہ سیات:

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"لايغتسل رجل يوم الجمعة، ويتطهر مااستطاع من طهر، ويدهن من دهنه،أو يمس من طيب بيته، ثم يخرج فلا يفرق بين اثنين،ثم يصلي ما كتب له،ثم ينصت إذا تكلم الإمام، إلا غفر له ما بينه وبين الجمعة الأخرى"

"جمعہ کے روز غسل کرنے والا شخص، طہارت حاصل کرے، تیل لگائے، خوشبو لگائے اور نمازِ جمعہ کے لئے نکلے اور مسجد میں بیٹھے ہوؤں میں تفریق نہ ڈالے (پھلانگے نہ) پھر جتنی میسر ہو نماز ادا کرے اور خطبہ خاموشی سے سنے، ایسے شخص کے ایک جمعہ سے اگلے جمعہ تک کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں"

برے عمل کے بعد نیک عمل کرنا اور کفارہ سیات:

ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے کوئی وصیت فرمادیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ :

"إذا عملت سيئة فأتبعها حسنة تمحها"قال: قلت: يا رسول الله، أمن الحسنات لا إله إلا الله؟ قال: "هي أفضل الحسنات

"جب تم سے برا عمل سرزد ہو جائے تو اسکے بعد اچھا عمل بھی کر لو جو اس برے عمل کو مٹا دے پھر فرمایا میں نے کہا یا رسول اللہ کیا (لا الہ الا اللہ) نیکیوں میں سے ہے آپ ﷺ نے جواب دیا یہ افضل ترین نیکیوں میں سے ہے"

برے عمل کے بعد حسن اخلاق سے پیش آنا اور کفارہ سیات:

ابوذرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: اتَّقِ اللهِ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ"

"جہاں بھی رہو اللہ سے ڈرو، برائی کے بعد (جو تم سے ہو جائے) بھلائی کرو جو برائی کو مٹا دے[1] اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ"

اس حدیث کی شرح ان چالیس احادیث میں سے ہے جن کو امام نووی رحمۃ اللہ تعالی نے تالیف کیا ہے اور اس میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین وصیتیں کیں ان میں سے پہلی زیادہ بڑی ہے آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو تم جہاں بھی ہو اور اللہ سے ڈرنا یہ ہے کہ وہ محارم یعنی حرام سے اجتناب کرے اور اوامر جن کے کرنے کا حکم ہے ان کو بجالائے اور تقوی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جو کرنے کا حکم دیا ہے اس کو خالص اللہ ہی کے لیے کیا جائے اور رسول اللہ کی اتباع کے لیے کیا جائے اور یہ کہ وہ اللہ کے منع کردہ احکام کو چھوڑ دے۔ اور اس کو قائم کرلے جو اس کی وجہ سے تم پر واجب کیا ہے وہ اسلام کے بڑے ارکان میں سے ہیں اور وہ شہادتین کے بعد ہے جو کہ نماز ہے پس وہ اس کو اس کے مکمل ارکان واجبات اور اس کی شروط کے ساتھ ادا کرے اور اس کو مکمل طور پر ادا کرلیں دوسری چیز معصیت؛ برائی کے بعد بھلائی کرو جو برائی کو مٹا دے یعنی جب برے عمل کرے تو بعد میں نیکی کرے بیشک جو نیکیاں ہیں وہ برائیوں کو مٹا دیتی ہیں اور برائیوں کے بعد نیکیاں کرے کہ وہ برائیوں سے اللہ تعالی کی طرف رجوع کرلے یعنی توبہ کرلے بے شک توبہ افضل نیکیوں میں سے ہے جس طرح کے اللہ عزوجل نے فرمایا بے شک اللہ رب العزت توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ رہنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

صدقہ کرنا اور کفارہ سیات:

اللہ کے رستے میں مال صدقہ کرنے کے جہاں بہت فضائل وارد ہوئے ہیں ان میں سے ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اس سے گناہوں کی صفائی ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"والصدقة تطفئ الخطيئة كما يطفئ الماء النار"

"صدقہ گناہوں کو اس طرح مٹاتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتی ہے"

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطابؓ نے فرمایا:

"أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْفِتْنَةِ؟ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَنَا أَحْفَظُ كَمَا قَالَ، قَالَ: هَاتِ إِنَّكَ لَجَرِيءٌ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ «فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ، وَمَالِهِ، وَجَارِهِ، تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنْ الْمُنْكَرِ"[(٥٦)]

"کون تم میں سے فتنے میں رسول اللہ ﷺ کے بات کی حفاظت کرے گا حضرت حذیفہ نے فرمایا

میں حفاظت کروں گا آپ نے فرمایا کہ ادھر آو تم بے شک بہادر ہو: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مرد کا فتنہ اسکے اھل وعیال اسکے کے مال اور اسکے پڑوسی میں ہے پس نماز، صدقہ، نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا اس کا کفارہ ہے"

اعمالِ صالحہ کا محض ارادی کرنا اور کفارہ سیّات:

حضرت عبادہ بن صامتؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بَايِعُونِي عَلَى أَنْ لاَتُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا،وَلاَتَسْرِقُوا،وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادكُمْ، وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ، فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ،وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللَّهُ فَهُوَ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ، وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ، فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذَلِكَ"((۵۷))

"آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری اس بات پر بیعت کرو کہ کبھی شرک نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے، اپنی اولاد کا قتل نہیں کرو گے، کسی پر الزام تراشی نہیں کرو گے نہ تہمت لگاؤ گے اور نہ ہی اچھائی میں بغاوت کرو گے، تو جو کوئی اس بیعت کی پاسداری کرے گا اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور جو گناہ کر بیٹھے اسے یہیں (دنیا میں) اس کی سزا مل جائے تو اس کا گناہ اتر جائے گا۔ اور جو کوئی ان جرائم میں سے کسی کا ارتکاب کرے، پھر اللہ نے دنیا میں اس کی پردہ پوشی فرمائی تو وہ اللہ کے حوالے ہے کہ چاہے تو (قیامت کے دن) اسے سزا دے یا معاف کردے۔" ہم نے ان سب شرطوں پر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرلی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عبادہ کی حدیث اس وقت کی ہے کہ وہ عقبہ کی رات مکہ میں تھے جب انصار نے رسول اللہ ﷺ سے پہلی بیعت منی میں کی تھی اور حضرت ابوہریرہ اس کے سات سال بعد خیبر کے سال اسلام لائے تھے پس ان کی حدیث کس طرح مقدم ہوسکتی ہے ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ امکان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث نہ سنی ہو بلکہ اس نے کسی دوسرے صحابی سے سنا جس نے آپ علیہ السلام سے سنی ہو اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نا سنا ہو کہ بے شک حدیں کفارہ ہوتی ہیں جس طرح حضرت عبادہ نے نبی علیہ السلام سے سنا تھا یعنی جس نے کوئی ایسا گناہ کیا جس سے حد واجب ہوتی ہے جیسے چوری کی وجہ سے ہاتھ کاٹنا یا زنا کی وجہ سے کوڑے لگانا وغیرہ تو یہ حد اس کے گناہ کا کفارہ بن جائے گی اس کو قیامت کے دن اس گناہ کی سزا نہیں دی جائے گی۔ قاضی عیاض کہتے ہیں کہ اکثر علماء اس بات کی طرف گئے ہیں کہ حدیں کفارہ ہیں انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے (یعنی عبادہ بن صامت کی حدیث) اور بعض نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث سے

استدلال کیاہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس بات کو نہیں جانتا کہ اس کے اہل یعنی جس کو حد لگائی گئی ہو اس کے لئے کفارہ ہے یا نہیں لیکن حضرت عبادہ بن صامت کی حدیث سند کے لحاظ سے زیادہ درست ہے۔

صلح میں سبقت لے جانا اور کفارہ سیّات:

ھشام بن عامر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"لاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ يُصَارِمُ مُسْلِماً فَوْقَ ثَلاَثِ لَيَالٍ، فإنَّهُمَا مَا صَارَمَا فوقَ ثَلاثِ لَيَالٍ فإنَّهُمَا نَاكِبانِ عَنِ الحَقِّ مَا دَامَا عَلَى صِرَامِهِمَا، وَإنَّ أَوَّلَهُمَا فَيئاً يَكُون كَفَّارَةً لَهُ سَبقُهُ بِالْفَيْءِ، وَإنْ هُمَا مَاتَا عَلَى صِرامِهِمَا لَمْ يَدْخَلا الْجَنَّةَ جَمِيعاً"

"کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ کسی مسلمان کے ساتھ تین دن تک ناراض رہا بے شک وہ دونوں اگر تین دن سے زیادہ ناراض رہے تو پس وہ دونوں حق سے پھرے رہے گے جب تک وہ ناراض رہے گے۔اور اگر دونوں میں سے جو بھی (ناراضگی کو ختم کرنے میں) سبقت کرے گا وہ اس کے لیے کفارہ بن جائے گا اور اگر وہ دونوں اسی لڑائی کی حالت میں مر گئے تو وہ دونوں جنت میں داخل نہیں ہوں گے"

جہاد فی سبیل اللہ اور کفارہ سیّات:

سعید بن سعید نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے، انہوں نے ابو قتادہؓ سے روایت کی کہ:

"أنه قام فيهم فذكر لهم أن الجهاد في سبيل الله، والإيمان بالله أفضل الأعمال، فقام رجل، فقال: يا رسول الله، أرأيت إن قتلت في سبيل الله، تكفر عني خطاياي؟ فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: «نعم، إن قتلت في سبيل الله، وأنت صابر محتسب، مقبل غير مدبر»، ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «كيف قلت؟» قال: أرأيت إن قتلت في سبيل الله أتكفر عني خطاياي؟ فقال رسول الله ﷺ: «نعم، وأنت صابر محتسب، مقبل غير مدبر، إلا الدين، فإن جبريل عليه السلام قال لي ذلك"

"آپ ﷺ صحابہ کرام میں (خطبہ دینے کے لئے) کھڑے ہوئے اور انہیں بتایا: "اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ پر ایمان لانا (باقی) تمام اعمال سے افضل ہے۔" ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اللہ کے رسول! آپ کیا فرماتے ہیں؟ اگر میں اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جاؤں تو کیا اس سے میرے گناہ مجھ سے دور ہٹا دیئے جائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: "ہاں، اگر تم اللہ کی راہ میں اس حالت میں شہید کر دیے جاؤ کہ تم صبر کرنے والے (ڈٹے ہوئے) ہو، صرف اللہ کی رضا چاہتے ہو، آگے بڑھ رہے ہو، پیٹھ پھیر کر نہ بھاگ رہے ہو۔" اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم نے

کس طرح کہا تھا؟" اس نے عرض کی (میں نے اس طرح کہا تھا) : آپ کیا فرماتے ہیں؟ اگر میں اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں تو کیا میرے گناہ مجھ سے دور ہٹا دیئے جائیں گے۔" آپ نے فرمایا: "ہاں، اگر تم اس حالت میں اللہ کی راہ میں شہید کر دیے جاؤ کہ صبر کرنے والے (ڈٹے ہوئے) ہو، صرف اللہ کی رضا چاہتے ہو، آگے بڑھ رہے ہو، پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے نہیں، (تو سارے گناہ مٹا دیے جائیں گے) سوائے قرض کے۔ جبریل علیہ السلام نے (ابھی آکر) مجھ سے یہ کہا ہے"

آپ علیہ صلاۃ و سلام صحابہ کرام میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے بس آپ نے ان سے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ پر ایمان لانا یہ دونوں افضل عمل ہیں امام قرطبیؒ فرماتے ہیں ایمان یہاں بھی مذکور ہے اور حدیث جبریل میں بھی مذکور ہے اس بات میں کوئی شک نہیں کی ایمان افضل اعمال میں سے ہے ایمان اللہ اور اس کے رسول کی معرفت کی جانب لوٹا رہا ہے اور اس چیز کی جانب بھی دلیل ہے جو آپ علیہ السلام لے کر آئے ہیں یعنی قرآن مجید کی معرفت کی جانب جب بھی مرجع ہے کیونکہ قرآن مجید اطاعت کے ہر عمل کے لئے صحیح ہے مقام و مرتبہ کے لحاظ سے مقدم ہے ان تمام احادیث کے مجموعہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جہاد تمام عملی عبادات سے افضل ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر مکلف پر اس کی طاقت کے مطابق جہاد فرض ہے جس طرح شروع اسلام میں جہاد فرض عین تھا اور جس طرح اس زمانے میں اہل کفر سرکشی و زیادتی مسلمانوں پر مسلط کئے ہوئے ہیں بس گناہ سے پھرنے اور نیکی کرنے کی طاقت صرف اور صرف اللہ رب العزت کی توفیق سے ہی ہوتی ہے اور اگر جہاد کو فرض عین نہ سمجھا جائے تو نماز تمام اعمال سے افضل ہو گی جس طرح حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں ہے انہوں نے افضل اعمال کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا افضل اعمال میں سے ہے متفق علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث مفہوم کے لحاظ سے زیادہ اہم ہے حاضرین میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا ابو قتادہ راوی حدیث کہتے ہیں اس کا نام ذکر نہیں کیا گیا اس نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا کیا خیال ہے یعنی مجھے اس بات کی خبر دیجئے اگر میں اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں کیا میرے شہید ہونے کی وجہ سے میری خطائیں مٹا دی جائے گی اور میرے شہید ہونے کی وجہ سے میرے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگر تو اللہ کی راہ میں شہید کیا جائے اور اس حال میں کہ تو زخموں اور آلام پر صبر کرنے والا ہو صرف ثواب کی نیت سے تو تیری جزا اللہ رب العزت پر لازم ہو گی امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ محتسب سے مراد خالص اللہ کی رضا کے لیے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے ہو پس اگر تو عصبیت یا غنیمت یا ریاکاری کے لیے لڑے گا تو تیرے لیے کوئی ثواب نہیں ہے دشمن کے مقابلے میں آگے بڑھنے والے ہو پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے نہ ہوں ان سے ڈر کر میدان چھوڑنے والے نہ ہو اور سائل کا یہ کہنا کہ میری خطائیں مٹا دی جائے گی کیا یہ حکم عام ہے یعنی تمام خطاؤں کو شامل ہے جو اللہ رب العزت کے حقوق اور حقوق العباد کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اس کا جواب ہے جی ہاں کیونکہ مطلق طور پر تکفیر تمام

گناہوں کو مٹانے پر مقتضیٰ ہے لیکن اس سے استثنا اس بیان کے بعد وارد ہوا ہے کہ یہ خبر عموم پر دلالت نہیں کرتی بے شک حقوق اللہ کے ساتھ خاص ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی وجہ سے کہ تمام گناہ مٹادیئے جائیں گے قرض کا ذکر اس معنی کی تنبیہ کے لئے ہے جس کا تعلق حقوق العباد کے ساتھ ہے۔عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"القتل في سبيل الله يكفر كل شيء، إلا الدين"

"اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ہر شئی کا کفارہ بن جاتا ہے مگر قرض کا نہیں"

نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہر شے کا کفارہ بن جاتا ہے یعنی حقوق میں سے سوائے قرض کے قرض میں حقوق کے معنی پائے جاتے ہیں پھر مولف نے تیسرے جز پر ترجمے کے لحاظ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث سے استدلال لیا ہے ۔

روزہ رکھنا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا: کفارہ سیات:

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الصيام كفارة للذنوب؛ لحديث حذيفة،عن النبى ﷺفِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ وَالنَّهْيُ<،وفي لفظ:>وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنْ الْمُنْكَرِ، وهذا من نعم الله تعالى العظيمة أن يكفر ما يقع من المسلم من الزلل مع أهله، وولده وماله، وجيرانه، بالصلاة، والصوم، والصدقة، والأمر بالمعروف والنهي عن المنكر،فينبغي للمسلم أن يكثر من هذه الخصال، وهذا في الصغائر،أما الكبائر فلابد فيها على الصحيح من التوبة بشروطها"

روزہ گناہوں کے لیے کفارہ ہے حضرت حذیفہ کی آپ ﷺ سے روایت کی وجہ سے کہ آدمی کا فتنہ اس کے گھر والوں میں ،اسکے مال میں اسکی اولاد میں اس کے پڑوس میں ، نماز ،روزہ، زکوۃ نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا اسکو کفارہ بن جاتے ہیں۔اور ایک روایت میں الامر بالمعروف والنہی عن المنکر کے الفاظ آتے ہیں اور یہ اللہ تعالی کی بڑی نعمت ہے کہ وہ نماز روزہ، زکوۃ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، کے ذریعے مسلمان کی وہ لغزشیں معاف کر دیتا ہے جو اس سے اپنے گھر والوں کے ساتھ ،اپنی اولاد ،اپنے مال اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ صادر ہوتی ہیں لہذا مسلمان کو چاہیے کہ ان اعمال کی کثرت کرے اور یہ حکم صغیرہ گناہوں کے بارے میں ہے۔جہاں تک کبیرہ گناہوں کی بات ہے تو ان میں صحیح مذہب کے مطابق مکمل شرائط کے ساتھ توبہ ضروری ہے۔

رمضان میں روزے اور کفارہ سیّات:

رمضان کے مہینے میں گناہ بخشے جاتے ہیں۔ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"من صام رمضان ایماناًواحتساباًغفرله ماتقدم من ذنبه"((۵۸))

"اس انسان کے تمام سابقہ گناہ معاف کردئے جائیں گے جس نے ایماب اور ثواب کے ارادے(نیت)سے رمضان کے روزے رکھے"

سوموار اور جمعرات کا روزہ اور کفارہ سیّات:

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"تفتح أبواب الجنة يوم الإثنين ويوم الخميس،فيغفر لكل مسلم لا يشرك بالله شيئاً إلا رجلاً كانت بينه وبين أخيه شحناء، فيُقال:أنظروا هذين حتى يصطلحا، أنظروا هذين حتى يصطلحا، أنظروا، هذين حتى يصطلحا»، وفي رواية: «تُعْرَضُ الأعمال في كل يوم خميس وإثنين فيغفر الله في ذلك اليوم لكل امرئ لا يشرك بالله شيئاً إلا امرأً كانت بينه وبين أخيه شحناء، فيُقال: أركوا هذين حتى يصطلحا، أركوا هذين حتى يصطلحا"

"مستحب روزوں میں سے دو ایام یعنی سوموار اور جمعرات کا روزہ بھی ہے کیونکہ ان سے گنا معاف ہو جاتے ہیں، جنت کے دروازے روزہ ار کے لئے کھول دئے جاتے ہیں، بخشش عام کردی جاتی ہے سوائے مشرکین کے،اور انکے جو اپنے بھائی کے ساتھ دشمنی رکھے اور حکم ہوتا ہے کہ انہیں مہلت دو تاکہ صلح کریں(یہ بات تین دفعہ دہرائی جاتی ہے)"

یوم عرفہ کا روزہ اور کفارہ سیّات:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"صيام يوم عرفة أحتسب على الله أن يُكفِّر السنة التي قبله والسنة التي بعده...»،وهذا الحديث فيه البيان والترغيب في صوم يوم عرفة لغير الحاج، وأن من صامه يكفر ذنوبه في السنتين"

"عرفہ کے دن کا روزہ حاجی کے علاوہ کے لیے، حضرت ابو قتادہ کی حدیث کی وجہ سے اور اس حدیث میں یہ کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ سے امید ہے کہ نو ذی الحجہ کا روزہ اگلے اور پچھلے ایک ایک سال کے لیے کفارہ بن جائے گا۔اور اس حدیث میں غیر حاجی کے لیے نو ذی الحجہ کے روزے کا بیان اور ترغیب ہے اور یہ جو یہ روزہ رکھے گا اس کے دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا"

اس حدیث میں غیر حاجی کیلئے 9ذوالحجہ کے روزے کا بیان اور ترغیب ہے اور جو شخص یہ روزہ رکھے گا اس کے دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ روزے ان يكفر السنه التي قبله والسنه التي بعده اس کا معنی یہ ہے کہ اسکی وجہ سے دو سال کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور اس سے صغیرہ گناہ مراد ہیں اور اس کا بیان وضو کے ذریعے

گناہوں کی تکفیر میں بھی گزرا ہے اور اس کا تذکرہ اس لئے کیا گیا ہے کہ اگر صغیرہ گناہ نہ معاف ہوں تو کبیرہ گناہ میں تخفیف کی امید کی جاسکتی ہے اگر ایسا بھی نہ ہو تو درجات کی بلندی نصیب ہوتی ہے امام مظہرؒ فرماتے ہیں ایک سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی اس کے گناہوں سے حفاظت فرماتا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آئندہ سال میں ہونے والے گناہوں کو مٹا دیتا ہے رحمت اور ثواب عطا کرتا ہے شافعیہ میں سے امام سرخسی فرماتے ہیں کہ آئندہ سال کے گناہوں کی تکفیر کے بارے علماء کے اختلاف ہے بعض کہتے ہیں جب انسان اس سال میں معصیت کا مرتکب ہوتا ہے تو اللہ رب العزت عرفہ کے روزے کو ان گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے بعض نے کہا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی انسان کو آئندہ سال میں ہونے والے گناہوں کے ارتکاب سے بچاتا ہے امام ماوردی نے الحاوی میں دو تاویلیں کی ہیں پہلی تاویل کہ اللہ تعالی دو سال کے گناہ معاف کر دیتا ہے دوسری تاویل یہ ہے کہ اللہ تعالی دو سالوں میں اس کو نافرمانی سے بچاتا ہے۔

یوم عاشوراء کا روزہ اور کفارہ سیئات:

وہ روزے جن سے گناہوں کی صفائی ہوتی ہے ان میں سے یوم عاشورہ کا روزہ ہے۔ عاشورہ کا روزہ ابو قتادہؓ کی حدیث کی وجہ سے اس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"صيام يوم عاشوراء، أحتسب على الله أن يكفر السنة التي قبله"

"عاشورہ کے دن کا روزہ میں غالب گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالی اس کے ایک سال پہلے کے گناہ بخش دیتے ہیں"

یوم عاشورہ کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں بیان فرمایا ہے کہ:

ظاهره أن صيام يوم عرفة أفضل من صوم عاشوراء. وقد قيل في الحكمة في ذلك: إن يوم عاشوراء منسوب إلى موسى عليه السلام، ويوم عرفة منسوب إلى النبي ﷺ، فلذلك كان أفضل"

"ظاہری لحاظ سے یوم عرفہ کا روزہ عاشورہ کے روزے سے افضل ہے اور حکمت یہ ہے کہ یوم عاشورہ کا روزہ حضرت موسی علیہ السلام کی جانب منسوب ہے اور یوم عرفہ کا روزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب ہے اس لیے یوم عرفہ کا روزہ زیادہ افضل ہے"

متفرق امور خیر اور تکفیر سیئات

ظاہری تکلیف کا پہنچنا اور کفارہ سیئات:

مومن پر اللہ کی کرم نوازیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس کو دنیا میں جو بھی مصیبت پہنچے اس کی وجہ سے اللہ تعالی اس کے گناہ معاف فرماتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کی بیماری میں حاضر خدمت ہوا جبکہ آپ کو سخت تیز بخار تھا۔ میں نے آپ سے عرض کی: بلا شبہ آپ کو بہت سخت بخار ہے۔ میں نے یہ بھی کہا

کہ آپ کو سخت تیز بخار اس لیے ہے کہ آپ کو دوگنا ثواب ہوگا۔ آپ نے فرمایا:

"أجل،ما من مسلم يصيبه أذى إلا حات الله عنه خطاياه، كما تحات ورق الشجر"((٥٩))

"اگر کوئی مسلمان کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو اسکے عوض اللہ تعالیٰ اسکے گناہ معاف فرماتا ہے جیسے درختوں سے پتے جھڑتے ہیں"

دنیا میں سزا کا مل جانا اور کفارہ سیّات:

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إن عظم الجزاء مع عظم البلاء، وإن الله إذا أحب قوما ابتلاهم، فمن رضي فله الرضا، ومن سخط فله السخط"((٦٠))

" جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ خیر اور بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے دنیا ہی میں جلد سزا دے دیتا ہے، اور جب اپنے کسی بندے کے ساتھ شر (برائی) کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے گناہوں کی سزا کو روکے رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن اسے پوری پوری سزا دیتا ہے"

حج و عمرہ کی ادائی اور کفارہ سیّات:

حضرت ابوہریرہ کی اس حدیث کی وجہ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ حَجَّ هَذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ وهذا اللفظ يشمل الحج والعمرة فى مسلم"((٦١))

"بیت اللہ کا حج اگر کوئی ایسی حالت میں کرے کہ ہر گناہ اور برائی سے بچا رہا تو گویا اسکی ماں نے اسے ابھی جنا ہے (گناہوں سے پاک ہوگیا) اور صحیح مسلم میں ایسی ہی روایت میں حج کے ساتھ عمرہ کا لفظ بھی آیا ہے"

یعنی حج کے دوران کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے اور نہ ہی صغیرہ گناہوں پر اصرار کرے کبیرہ گناہوں میں سے یہ بات بھی ہے کہ معاصی والے کاموں پر توبہ نہ کرنا اللہ رب العزت کا فرمان ہے جو توبہ نہ کرے بس وہی لوگ ظالم ہیں۔ حج اکبر لوگوں کے درمیان مشہور ہے یہ وہ حج ہے جو جمعہ کے دن کیا جاتا ہے۔ شرح میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے قرآن میں اس کا ذکر دوسرے معنی کے ساتھ ہوا ہے پھر یعنی حج صغیر اا ور کبیر ا دونوں گناہوں کو مٹانے والا ہے یا صرف صغیرہ گناہوں کو مٹانے والا ہے ابن نجیم نے کبیرہ گناہوں کے کفارہ کو ترجیح دی ہے اکثر کے نزدیک حج صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

عمرہ کرنا بھی اور کفارہ سیّات:

ہر عمرہ سے دوسرا عمرہ کرنے تک درمیانی مدت کا کفارہ ہوگا اور مقبول حج کا بدلہ جنت ہے ابوہریرہؓ کی حدیث مبارکہ کی وجہ سے کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

"العمرة إلى العمرة كفارة لما بينهما، والحج المبرور ليس له جزاء إلا الجنة"

"ایک عمرہ سے دوسرے عمرے تک کا فاصلہ (مدت) کا کفارہ ہوگا اور جنت ہی حجِ مقبول کا عوض ہے"

قرض کی معافی اور کفارہ سیئات:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ:

"كان تاجر يداين الناس، فإذا رأى معسرا قال لفتيانه: تجاوزوا عنه، لعل الله أن يتجاوز عنا، فتجاوز الله عنه"

"دوسروں سے تجارتی معاملات کرنے والا ایک تاجر ایسا تھا کہ وہ تنگ دستوں کا قرض اس لئے معاف کر دیتا کہ شاید اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے گناہ معاف کر دیں، تو اللہ تعالیٰ نے اسوجہ سے اس سے در گزر کا معاملہ کیا"

اس حدیث کی تشریح و توضیح یہ ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی تھا جو لوگوں سے قرض کا لین دین کرتا تھا یعنی وہ اپنے غلاموں سے کہا کرتا تھا جب تم کسی تنگدست شخص کے پاس آؤ یعنی کسی ایسے عاجز فقیر شخص کو دیکھو جو قرض ادا کرنے سے عاجز ہو تو اس کو قرض معاف کر دیا کرو کرو یعنی معاملات میں اس سے نرمی کے ساتھ پیش آؤ اور جو قرض وہ کم ادا کرے تو اس سے قبول کرنے میں آسانی سے معاملات طے کرو شاید کہ اللہ تعالیٰ یعنی میں اللہ رب العزت سے امید کرتا ہوں کہ وہ ہمیں تنگ دست سے نرمی کے برتاؤ کی وجہ سے معاف فرمادے یعنی ہمارے گناہوں کو معاف کرنے میں آسانی پیدا فرمادے جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملا یعنی اس کی ملاقات اس کی موت سے کنایہ ہے تو اللہ رب العزت نے اسکو جنت میں داخل فرمادیا۔

تنگ دست کو مہلت دینا اور کفارہ سیئات:

حضرت ابو مسعودؓ سے روایت کی، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

حوسب رجل ممن كان قبلكم، فلم يوجد له من الخير شيء، إلا أنه كان يخالط الناس، وكان موسرا، فكان يأمر غلمانه أن يتجاوزوا عن المعسر»، قال:"قال الله عز وجل: نحن أحق بذلك منه،تجاوزوا عنه"

"حساب کے معاملہ میں تم میں سے اسی مالدار کو نیکی ملی جو اپنے خادموں کو تنگ دست سے در گزر کا حکم دیتا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اس کے (مال جمع کرنے کی نسبت) اس کے در گزر کا زیادہ حقدار ہے (یعنی اسکی تلقین کرتا ہے)"

اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ اس کے پاس دوسرے نوافل بھی ہو سکتے ہیں معاملات میں نرمی کا برتاؤ کرنا زیادہ غالب ہو پس اس کے ساتھ ہی اس کو پکارا گیا ہو اور اس کے علاوہ کسی چیز کو ذکر نہیں کیا گیا بس اس پر ہی اکتفا کیا گیا ہے واللہ اعلم۔ ہو سکتا ہے نیک سے مراد مال ہو پس اس کے معنی ہونگے کہ اس کے پاس نیکی کے امور میں سے کوئی بھی فعل نہ ملا سوائے اس کے کہ وہ تنگدست کو مہلت دیتا تھا۔ واللہ اعلم۔

اسلام میں بڑھاپے کو پہنچ جانا اور کفارہ سیّات:

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ فَإِنَّهُ نُورٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ كُتِبَ لَهُ بِهَا حَسَنَةٌ، وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ، وَرُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ"

"تمہارے سفید بال روزِ قیامت نور کی مانند ہوں گے لہذا انہیں نہ اکھیڑو اور جو شخص دینِ پر بوڑھا ہوا اس کے ہر بال کے بدلے نیکی ہو گی اور گناہ معاف ہو گا اور ایک درجہ بلند بھی ہو گا"

خلاصۃ البحث

منتخب شروحاتِ ستہ کے تجزیاتی مطالعہ سے تکفیرِ سیّات کا جو تصور سامنے آیا ہے، اسے اختصار کے ساتھ درج ذیل نکات میں پیش کیا جاتا ہے:

1. سیّئہ یا سیّات سے مراد مطلق برائی ہے۔ اس برائی کی نوعیت کچھ بھی ہو سکتی ہے۔ نیز قرآن و حدیث میں سیّات سے معصیت بھی مراد ہے لیکن اس کی نوعیت کا تعین نہیں کیا گیا۔ ہر قسم کی برائی اس میں شامل ہو سکتی ہے۔
2. سیّئہ یا سیّات کا اطلاق قرآن وحدیث میں کفروشرک پر بھی ہوا ہے اور صغیرہ وکبیرہ گناہ بھی اس سے مراد لئے گئے ہیں۔
3. لفظ سیّئہ کا اطلاق معصیت، اس کے نتائج، تکلیف اور ضرر وغیرہ جیسے معانی پر بھی ہوا ہے۔
4. لفظ سیّئہ کے معانی کے تعین کے لئے ضروری ہے کہ اس کے سیاق وسباق کو دیکھا جائے۔ یہ بھی کہ اس لفظ کو کس طرح کے بندوں کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔
5. لفظ سیّات کو جہاں کفار ومشرکین یا اہلِ کتاب سے منسوب کیا گیا ہے وہاں اس سے مراد کفروشرک اور باطل عقائد ہیں۔
6. جہاں سیّات کے مرتکبین کو آگ کے عذاب یا سخت سزا کی وعید سنائی گئی وہاں اس سے مراد کبیرہ گناہ ہیں۔
7. جن آیات و احادیث میں کبائر سے اجتناب، تقویٰ اختیار کرنے، دعا کرنے اور نیک اعمال کرنے وغیرہ کے بدلے سیّات کی تکفیر کا ذکر ہے وہاں بجا طور پر سیّات سے مراد صغیرہ گناہ ہی ہیں۔
8. ہر وہ عمل جو کسی بھی پہلو سے ناپسندیدہ اور غیر مناسب ہے، اگر بندے سے سرزد ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اس کو

کسی نیکی کے بدلے میں ختم کردے تو یہ تکفیرِ سیّأت ہے۔اور اگر توبہ کے بدلے یا رحم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ایسا عمل معاف کردے جس پر مواخذہ یقینی ہو تو یہ غفران الذنوب ہے۔

9. احادیث مبارکہ میں تکفیرِ سیّأت اور غفران الذنوب کے معنی کے تعین اور ان میں فرق معلوم کرنے کے لئے آیات کے سیاق سباق، محل وقوع اور آیات کے مخاطبین کا تعین ضروری ہے۔ نیز یہ بھی کہ قرآنِ کریم اور احادیث میں تکفیرِ سیّأت سے علی الاطلاق صغیرہ گناہوں کی تکفیر مراد نہیں لی جاسکتی۔

10. تکفیرِ سیّأت،ذھاب السیّأت بالحسنات اور تجاوز عن السیّأت مترادف اصطلاحات ہیں۔یہ تینوں اصطلاحات ہر قسم کی حسنات کے ذریعے سیّأت کی تکفیر کا معنی ظاہر کرتی ہیں۔

11. شارحین کتب ستہ کے نزدیک تکفیرِ سیّأت کا سبب ایمان ہے اعمالِ صالحہ نہیں۔اعمالِ صالحہ کی جزا تکفیرِ سیّأت نہیں بلکہ جزاء احسن (رویت باری تعالیٰ) ہے۔کفر اور شرک سے اجتناب کی صورت میں تمام دیگر گناہوں کی تکفیر ایمان سے ممکن ہے۔ایمان کے واسطے سے تکفیرِ سیّأت بندہ مومن کو خلود فی النار سے نجات دیتی ہے۔ نیز دنیا میں بندہ مومن کے گناہ لوگوں پر عیاں نہ ہونا بھی تکفیرِ سیّأت ہی ہے۔اسی طرح جنت میں فطری انسانی قباحتوں کا بندے سے دور ہونا بھی تکفیرِ سیّأت کے دائرہ کار میں شامل ہے۔ مختصر یہ کہ ایمان اکمل الحسنات ہونے کی وجہ سے شرک جیسے اکبر الکبائر کے ساتھ دیگر تمام سیّأت کا بھی مکفّر ہے۔

12. اکثر شارحین نے کفر و شرک کو سیّأت میں سے اَسواءالأعمال قرار دیا ہے۔لا محالہ اس کی تکفیر کے لئے ایسے عامل کی ضرورت ہے جو اکمل الحسنات ہو۔اور وہ ایمان ہی ہے۔ بندے کو ایمان کی دولت نصیب ہو جائے تو اس سے پہلے کے تمام سیّأت کی تکفیر ہو جاتی ہے۔ کفار و مشرکین کے تمام گناہوں کی تکفیر کا واحد عامل ایمان ہے۔ کفار و مشرکین کے سیّأت کی تکفیر ایمان کے بغیر ممکن نہیں۔

13. شریعتِ اسلام میں اہلِ کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔اہلِ کتاب کا معتدل اور غالی ہونا قرآنِ کریم سے ثابت ہے۔اہلِ کتاب کے باطل عقائد کی بنیاد غلو فی التوحید ہے۔اہلِ کتاب تحریفِ کتب، قتلِ انبیاء، کتمانِ حق، خیانت اور بد عہدی وغیرہ جیسے اعمالِ سیّئہ کے حامل ہیں۔ عقیدہ توحید کی اصلاح، جملہ انبیاء پر ایمان اور جنابِ خاتم النبیین ﷺ پر کماحقہ ایمان اہلِ کتاب کے سیّأت کی تکفیر کے بنیادی عوامل ہیں۔ جبکہ اہلِ ایمان کے سیّأت کی نوعیت کفار و مشرکین کے سیّأت سے مختلف ہوتی ہے۔لہٰذا نوعیت کے اختلاف کی وجہ سے اہلِ ایمان کے لئے تکفیرِ سیّأت کے عوامل مختلف ہیں:

- اہلِ ایمان کے سیّأت کی صغیرہ اور کبیرہ میں تقسیم صرف باہمی موازنہ کی صورت میں سامنے آتی ہے۔
- صغائر اور کبائر میں حتمی فرق ممکن نہیں۔

- شہادت، ہجرت اور توبہ کبیرہ سیّٰات کی تکفیر کے بنیادی عوامل ہیں۔
- مصائب و آلام، صدقاتِ نافلہ کا اخفاء، دعاء، تقویٰ، اجتنابِ کبائر اور تمام اعمالِ صالحہ سیّٰاتِ صغیرہ کی تکفیر کے عوامل ہیں۔
- ایمان کی وجہ سے اہلِ ایمان خلود فی النار سے آزاد ہیں۔
- نفسِ انسانی اور شیطان سیّٰات کے ارتکاب کا بنیادی محرک ہیں۔ انسان کبھی اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے سیّٰات کی راہ اپناتا ہے تو کبھی شیطان اسے اللہ تعالیٰ سے دور لے جاتا ہے۔ انسان کو ان دونوں دشمنوں سے خبردار رہنے کی ضرورت ہے۔

14. سیّٰات ناپسندیدہ ہونے کے علاوہ سزا کا موجب بھی ہوتے ہیں۔ افعالِ سیّئہ کا مرتکب نہ صرف اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے بلکہ آخرت میں رسوائی بھی اس کا مقدر بنتی ہے۔ سیّٰات دنیاوی اور اخروی نقصانات کا سبب بنتے ہیں۔
15. سیّٰات کی نوعیت کا اختلاف ان پر دی جانے والی سزا کی نوعیت کو تبدیل کر دیتا ہے۔ گویا فعلِ سیّئہ کی قباحت کی شدت ہی اس کی سزا کی نوعیت کا تعین کرتی ہے۔ خلود فی النار جیسا شدید ترین عذاب صرف اقبح القبائح یعنی شرک ہی کا نتیجہ ہے۔ دنیا میں بھی شریعت نے جنایات کی نوعیت کے پیشِ نظر ان پر لاگو ہونے والی حدود کی درجہ بندی کی ہے۔ کسی بھی جنایت کی سزا اس کی نوعیت کے مطابق ہی ہوتی ہے۔

آخرت میں روزِ جزا کا مالک معاف کرنے کا مکمل اختیار رکھتا ہے۔ سیّٰات کے برابر سزا دینا اس کا عدل ہے۔ اگر مجرم صاحبِ ایمان ہو تو قیامت کے دن کے منصف کو معاف کرنے سے بھی کوئی نہیں روک سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے کہ ایماندار گنہگاروں کو عدل کرتے ہوئے سزا دے یا احسان کرتے ہوئے معاف فرما دے۔

تجاویز و سفارشات

1. تکفیرِ سیّٰات کے حدیثی تصور کا مطالعہ کرنے کے لئے قرآنی اصطلاح غفران الذنوب کے ساتھ اس کا موازنہ بہت سودمند رہا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ غفران الذنوب کی قرآنی و حدیثی اصطلاح کا بھی مطالعہ کیا جائے تاکہ اس کے مخفی پہلو سامنے لائے جا سکیں۔
2. قرآن کریم اور حدیث میں لفظِ سیّٰات کے تمام مترادفات اور قریب المعنی الفاظ اور ان کے اطلاقات کا مطالعہ کیا جائے تاکہ قرآن فہمی میں مدد مل سکے۔
3. قرآن و حدیث کی روشنی میں سیّٰات کے انفرادی اور اجتماعی نقصانات پر تحقیق موجودہ دور میں اصلاحِ معاشرہ کی بنیادی ضرورت بن چکی ہے۔

4. قرآن کریم اور احادیثِ مبارکہ میں مذکور تکفیرِ سیّات کی مترادف اصطلاحات کا تقابلی جائزہ فہم قرآن کے لئے معاون ہوگا۔

5. قرآن کریم اور احادیثِ مبارکہ میں لفظ سیّات کے تمام مترادف الفاظ کے اطلاقات پر تحقیق کی اشد ضرورت ہے۔

حوالہ جات

(1) الشمس 91:8۔

Al-Shams 91:8

(2) النساء 4:79۔

Al-Nisa 4:78

(3) ھود:114۔

Hood:114

(4) افریقی، محمد بن مکرم، ابن منظور، لسان العرب ج5، ص144، دار صادر، لبنان۔

Africi, Muhammad Ibn Mukarram, Ibn Manzoor, Lisan al Arabs Vol. 5, p. 144, Dar Sadr, Lebanon

5 ابن عباس، عبداللہ بن عباس، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص69، دار الکتب العلمیہ، لبنان، 1992ء۔

Ibn Abbas, Abdullah Ibn Abbas, Tanweer al-Maqbas min Tafsir Ibn Abbas, p. 69, Dar al-Kitab al-Ilamiya, Lebanon, 1992.

6 آل عمران 3:101۔

Al-Imran 3:101

7 ابن منظور، لسان العرب: ج5، ص148۔

Ibn Manzoor, Lisan al Arabs Vol. 5, p. 148

8 فیروز آبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، ص471، مؤسسۃ الرسالۃ، طبعہ سادسہ، لبنان۔

Firozabadi, Muhammad bin Yaqoob, Al-Qamoos Al-Muhait, p. 471, Mawsat al-Rasalah, Sixth edition, Lebanon.

9 فیروز آبادی، القاموس المحیط، ص471۔

Ferozabadi, Al-Qamoos Al-Muhait, p. 471

10 ابن منظور، لسان العرب، ج5، ص148۔

Ibn Manzoor, Lisan al Arabs Vol. 5, p. 148

11 ایضًا۔

Ibid

12 ابن منظور، لسان العرب، ج5، ص149۔

Ibn Manzoor, Lisan al Arabs Vol. 5, p. 149

[13]راغب،المفردات فی غریب القران،ج2،ص562۔

Raghib, Al-Mufardat fi Gharib Al-Qur'an, Vol. 2, p. 562

[14]ابن منظور،لسان العرب،ج1،ص96 ۔

Ibn Manzoor, Lisan al Arabs Vol. 1, p. 96

[15]الھندی، علی المتقی بن حسام الدین، کنز العمال، حدیث 44427ج16،، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت (لسان العرب کے علاوہ احادیث کی تمام کتب میں "سوآء" کی جگہ "سودآء" کے الفاظ ہیں)۔

Al-Hindi, Ali al-Muttaqi bin Hussam al-Din, Kanz al-Amal, Hadith 44427, Vol 16, Musisat al-Rasalah, Beirut (except for the Arabic language, all the books of hadiths have the words "su'a'u" instead of "su'a'u").

[16]الفیومی،المصباح المنیر،ص298۔

Al-Ghayumi, Al-Masbah Al-Munir, p. 298

[17]الفیقی، محمد بن حامد، حاشیہ مدارج السالکین، ج1، ص312، دار الکتب العربیۃ، لبنان۔

Al-Fiqi, Muhammad bin Hamid, Hashiya Madaraj al-Sakin, Vol. 1, p. 312, Dar al-Kitab al-Arabi, Lebanon.

[18]النساء4:79۔

Al-Nisa 4:79

[19]الرعد،13:6۔

Al Raad 13:6

[20]الزمر39:35 ۔

Al-Zumr 39:35

[21]النساء4:31۔

Al-Nisa 4:31

[22]النساء4:31۔

Al-Nisa 4:31

[23]مجمع اللغۃ العربیۃ، المعجم الوسیط، ص460، مکتبہ الشروق الدولیہ، 2004۔

Al-Majjam Al-Laght al-Arabiya, Al-Majjam al-Wasit, p. 460, Maktaba Al-Sharooq al-Dawlia, 2004.

[24]البقرہ2:81 ۔

Al-Baqarah 2:81

[25]الحسن بن یسار البصری، التابعی، المتوفی 110ھ۔

Al-Hasan bin Yasar al-Basri, al-Taabi, Al matwafi 110 AH

[26]اسماعیل بن عبد الرحمٰن السدی، التابعی، المتوفی 127ھ۔

Ismail Bin Abdul Rahman Al-Sadi, Al-Taabi, Al matwafi 127 AH

[27]ابنِ کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القران العظیم، ج1، ص315، دار طیبہ للنشر والتوزیع، سعودی عرب۔

Ibn Kathir, Ismail Ibn Umar, Tafseer of the Great Qur'an, Vol. 1, p. 315, Dartibah for Publishing and Al-Tawzi'ah, Saudi Arabia

[28]یونس10:27۔

Younas 10:27

[29]قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج10، ص486۔

Al-Qurtubi, Al-Jami Lahkam Al-Qur'an, Vol. 10, p. 486

(30)ایضاً۔

Ibid

[31]النساء4:79۔

Al-Nisa 4:79

[32]الرعد6:13۔

Al Raad 6:13

[33]الجاثیہ45:21 ۔

Al-Jaasiyah 45:21

[34]ابن منظور، لسان العرب، ج1، ص389۔

Ibn Manzoor, Lisan al Arabs Vol. 1, p. 389

[35]فیروزآبادی، القاموس المحیط، ص85 ۔

Firozabadi, Al-Qamoos Al-Muhait, p. 85

[36]راغب، المفردات فی غریب القرآن، ج1، ص240۔

Raghib, Al-Mufardat fi Gharib al-Qur'an, Vol. 1, p. 240

[37]آلِ عمران3:193۔

Al-Imran 3:193

[38]آلِ عمران03:195۔

Al-Imran 3:195

[39]مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الامارۃ، باب من قتل فی سبیل اللہ۔ حدیث1885۔

Muslim, Al-Jama'i al-Sahih, Kitab al-Imarat, baab mann qatal fi sabeelillah. Hadith 1885

[40]ترمذی، سنن ترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب ماجاء فی ثواب الشهداء، حدیث نمبر1640۔

At-Tirmidhi, Sunan At-Tirmidhi, Kitab Fadayl al-Jihad, Baab Majaa fi sawab al shohda, Hadith No. 1640

[41]ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب فضل غزو البحر، حدیث2778، داراحیاء الکتب العربیہ۔

Ibn Majah, Muhammad ibn Yazid, Sunan Ibn Majah, Kitab al-Jihad, Baab fazal ghazwa al behar, Hadith 2778, Dar Ihya al-Kitab al-Arabiyyah

[42]مسلم، الجامع الصحیح، ج1، کتاب الایمان، باب، کون الاسلام یھدم ماقبلہ۔۔۔، حدیث192۔

Muslim, Al-Jami' al-Sahih, Vol. 1, Kitab al-Iman, Baab Kun al-Islam Yadham Maqalba," Hadith 192.

[43]سورۃ التحریم66:08۔

Surat al-Tahrim 66:08

[44]ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج8، ص169۔

Ibn Kathir, Tafseer Qur'an al-Azeem, Vol. 8, p. 169

[45]ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر التوبہ، حدیث4250، داراحیاء الکتب العربیہ۔

Ibn Majah, Muhammad Ibn Yazid, Sunan Ibn Majah, Kitab al-Zuhd, Baab Zikr al-Tuba, Hadith 4250, Darahiya al-Kitab al-Arabiyyah

[46]مسلم، الجامع الصحیح، ج1، کتاب الایمان، باب، کون الاسلام یھدم ماقبلہ، حدیث192۔

Muslim, Al-Jami' al-Sahih, Vol. 1, Kitab al-Iman, Baab Kun al-Islam Yadham Maqalba," Hadith 192.

[47]ھود11:114۔

Hood 11:114

[48]ترمذی، سنن ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی معاشرۃ الناس، حدیث1987۔

At-Tirmidhi, Sunan At-Tirmidhi, Kitab al-al-bar wa salat, Baab Maja' fi mashara alnas, Hadith 1987

[49]خطیب تبریزی، محمد بن عبداللہ، مشکوۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب عیادۃ المریض، حدیث1537، المکتب الاسلامی، بیروت۔

Khatib Tabrizi, Muhammad bin Abdullah, Mishkat al-Masabih, Kitab al-Janaiz, Baab Iyadat al-Miridh, Hadith 1537, Al-Muktab al-Islami, Beirut.

(50)فتح الودود في شرح سنن أبي داود(664/4)۔

Fateh al-Wudud fi sharh Sunan Abi Dawud (4/664)

(51)فيض الباري على صحيح البخاري(245/6)۔

Faiz Al-Bari Al Sahih Al-Bukhari(245/6)

(52)مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح(454/7)۔

Miraat ul mafatih sharah almasabih (7/454)

(53)مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح(454/7)۔

Miraat ul mafatih sharah almasabih (7/454)

(54)مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح(454/7)۔

Miraat ul mafatih sharah almasabih (7/454)

(55)تحفۃ الأحوذي(375/9)۔

Tohfa Al-Ahwazi (9/375)

(56)تطریز ریاض الصالحین(ص:362)۔

Tatreez Riyad al-Saliheen (p:362)

(57)میزان الاعتدال(79/1)۔

Mizan al-Etidal (1/79)

(58)شرح القسطلاني=إرشاد الساري لشرح صحیح البخاري(123/1)۔

Sharh al-Qastlani = Irshad al-Sari for Sharh Sahih al-Bukhari (1/123)

(59)شرح صحیح البخاری لابن بطال(374/9)۔

Sharh Sahih Al-Bukhari Laban Batal (9/374)

(60)شرح صحیح البخاری لابن بطال(391/9)۔

Sharh Sahih Al-Bukhari Laban Batal (9/391)

(61)شرح ریاض الصالحین(258/1)۔

Sharh Riyad al-Saliheen (1/258)